

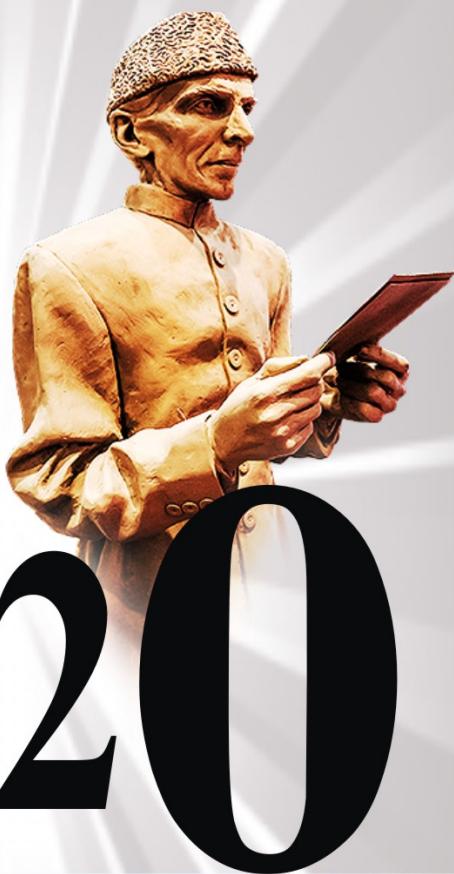


2020 تعمیر کا سفر



شعبہ حق: سلطانہ فاؤنڈیشن، فراش ٹاؤن، بھر ایروڈم، اسلام آباد

## وعدہ پاکستان



2020

ہم سب کی پہچان پاکستان

قوم کے بچوں کے سال

2016-2020



ISSN 1684-8535  
REG. NO. ID 247

اسلام آباد

ماہنامہ ازاں

جنوری 2020ء

- ایمان
- اتحاد
- تنظیم
- یقین حکم
- عمل پہنچ
- محبت
- عدل
- مساوی موقع
- علم
- اختیار
- تشخیص
- تحفظ

## ڈبے میں بندسوج سے نکلنے کی ضرورت



جب کہ ہمارے معاشرے میں 72 سال کے بعد روایتی سوچ کے نتیجہ میں  
سماجی تحقیق و تجزیات صفر کے برابر ہے :  
سماجی ذمہ داری اور حصہ داری کمزور ہے :  
سماجی باہمی اعتماد کمزور ہے :  
سماجی رضا کارانہ عمل کمزور ہے :  
سماجی باہمی سانجھ کمزور ہو رہی ہے :  
سماجی ازدواجی اکائی پردا باور بڑھ رہا ہے :  
سماجی خاندانی توانائی کم ہو رہی ہے :  
سماجی صحت مند ماحول برائے نشوونما نسل تیزی سے بدل رہا ہے :  
تو کیا ہمارے معاشرے نے اسی طرح رہنا ہے؟

نہیں! ہمیں ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جو وعدہ پاکستان کو پورا کرے۔ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے ہمیں ڈبے میں بندسوج سے باہر نکلا ہو گا اور اپنی ثقافت کو پروقار بنانا ہے اور تقاضائے زمان و مکان کو سنبھالنا ہے اور حالت کمال کی منزل کی طرف بڑھنا ہے۔

(ڈاکٹر نعیم غنی)

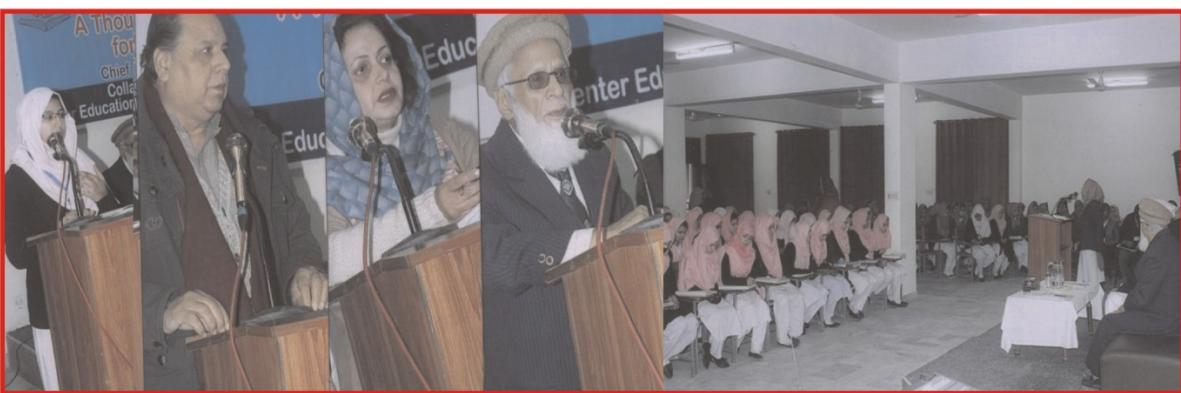
## ”سلطانہ مشن“ کی مختلف سرگرمیوں کی تصویری جھلکیاں



سلطانہ فاؤنڈیشن بواتر ہائی سکول کے سالانہ سپورٹس دیک کے اختتام پر کامیاب طلباء کو پرنسپل پرائزری سکول میڈم غزالہ سرور ٹرافر دیتے ہوئے



سلطانہ فاؤنڈیشن بواتر ہائی سکول کے سالانہ سپورٹس دیک کے اختتام پر کامیاب طلباء کو پرنسپل گرلز ہائی سکول میڈم تیصرہ سلطانہ اور پرنسپل چلدرن سکول میڈم شاکستہ کیانی ٹرافر دیتے ہوئے



سلطانہ فاؤنڈیشن پرنس مسلمان کالج آف پرنسپل ایجوکیشن کے زیر اہتمام Thought Process Session میں پرنسپل کانٹل محمد صدرتی، میڈم غزالہ سرور، محترم مرزا محمد ریاض بیگ راج اور طالبہ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے

## ”سلطانہ مشن“ کی مختلف سرگرمیوں کی تصویری جھلکیاں



سلطانہ فاؤنڈیشن بوازیہائی سکول کے سالانہ سپورٹس ویک کی اختتامی پر پرنسپل، اساتذہ، معزز مہمان گرامی اور طلباء گروپ فوٹو

سلطانہ فاؤنڈیشن بوازیہائی سکول کے سالانہ سپورٹس ویک کی اختتامی تقریب کا افتتاح بدست سینٹر والیں انجینئرنگز عزیز غنی ہوا



چیئر میں ڈاکٹر نعیم غنی معزز مہمان خصوصی کونروڈشاد کو تکمیل نظرؤں سے اوجھل مچھ بطور تقدیم ہوئے

سلطانہ فاؤنڈیشن نیٹر ایجوکیشن ریسرچ اینڈ سوشل ڈیولپمنٹ (CERSD) کے زریحتاں ایک لانچگ مرمنی معزز مہمان خصوصی جتاب کونروڈشاد کو پاکمیری کی طالبات پھلوں کے ہمراہ خوش آمدید کرتے ہوئے



سینٹر والیں انجینئرنگز عزیز غنی، پرنسپل میڈم خواہ السرور کامیاب طلباء طالبات کو اسناد و اغماٹ دیتے ہوئے

سلطانہ فاؤنڈیشن پاکمیری سکول سالانہ مشووڈش ویک کے موقع پر تمام کامیاب طلباء طالبات کا ڈاکٹر نعیم غنی، انجینئرنگز عزیز غنی، پرنسپل، اساتذہ کے ہمراہ گروپ فوٹو

## اس شمارے میں

### پاکستان

7

#### اور اکیسویں صدی کی دوسری دہائی کا اختتام

پروقار قوم بننے کے لئے معاشی آزادی اساسی ضرورت بنتی ہے۔

معاشی آزادی کے بغیر باعزت زیست ایک سراب ہی ہوتی ہے۔

(ڈاکٹر نعیم غنی کا اداریہ)

**2 ..... ڈاکٹر نعیم غنی ..... پیغام**

**18 ..... پاکستانی معاشرہ پریشر ..... شاف، اساتذہ، طبا و طالبات**

**36 ..... ملک ندیم احمد لطیف ..... سرمایہ داری نظام**

**39 ..... فیضان اللہ خان ..... چنگلات کی اہمیت**

**44 ..... شعبہ جاتی رپورٹ ..... فاؤنڈیشن نامہ**

**48 ..... عطیات ..... مخیر خواتین و حضرات**

### 2016-2020

### قوم کے بچوں کے سال

خط و کلمات مہنامہ امید: شعبہ تحقیق، سلطانہ فاؤنڈیشن، فراش ٹاؤن، لہر اڑروڑ، اسلام آباد

پی او بکس 2700، اسلام آباد

فون: 051-2618201-6

Email: sultana\_foundation@yahoo.com

Website: www.sultanafoundation.org

قیمت: 50 روپے سالانہ 600 روپے (جمع ڈاک خرچ)

تعلیم و تربیت اور فکری میدان میں رہنمای گزین



شمارہ نمبر 8 | جنوری 2020ء | جلد نمبر 20

پیٹر و چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر نعیم غنی

حسن نعیم غنی کریٹپو ایڈیٹر:

ایڈیٹور میل بورڈ

ڈاکٹر انعام الرحمن

سینٹر رزینہ عالم

میاں محمد جاوید (سابق چیئرمین پیٹی سی ایل، پیمر)

جبار مرزا (کالم نگار، مصنف)

مرزا محمد ریاض بیگ راج (کالم نگار، سابق ایڈیٹر ایکسپریس)

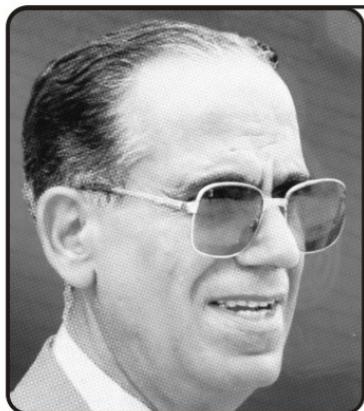
ڈپٹی ایڈیٹر: ندیم احمد لطیف

اسٹنٹ ایڈیٹر: رفت رشید

ریسرچ: غزالہ سرور، محمد پرویز جگوال

کمپوزنگ ایڈیٹر: ندیم احمد اعوان

مریٰ و پیشہ، ڈاکٹر نعیم غنی نے خورشید پر نظر، اسلام آباد سے چھپوا کر مہنامہ "امید" سلطانہ فاؤنڈیشن، فراش ٹاؤن، لہر اڑروڑ، اسلام آباد سے شائع کیا، ایڈیٹر



تجزیہ  
ڈاکٹر فیض غنی

# 2020

## دنیا ے وعدہ پاکستان خود احتسابی کا سال

- کیوں زندگی ارزال ہو گئی؟
- کیوں (Thinking) سوچ کم ہو گئی؟
- کیوں معاشرتی تعمیر کے لئے (Themes) قومی ترجیحات میں مقام نہ بناسکیں گے۔
- کیوں معاشرہ صرف واقعات (Events) پر عمل تک محدود ہو گیا۔
- کیوں معاشرتی جوڑ (Community Life) کم ہو گیا؟
- کیوں تعلیم کا مقصد صرف ذاتی نموں نے گیا؟
- کیوں برقراری صحت کی ذمہ داری کے بجائے بھائی صحت انفرادی اور معاشرتی رواج بن گئے۔
- کیوں انسانی آزادی اور ذمہ داری کی جگہ کنٹرول کو انسانوں کی بے راہ روی کو روکنے کے لئے معاشرتی ہتھیار بنا لیا گیا۔
- کیوں ابلاغ م موضوعات پر مرکوز ہونے کی بجائے صرف واقعات پر محدود ہو گیا؟
- کیوں ٹینکنالوجی انسانی استراحت کی بجائے انسانی مراقبت کا آلہ بن گئی۔

ابلاغ عامہ میں، اخباروں میں، ٹیلی ویژن پر روزانہ جن مسئللوں کا 24 گھنٹے/7 دن ذکر ہوتا ہے ان میں سیاستیں کے درمیان اختیار کی تقسیم، نظام کی بقاء، خارجی آقاوں سے امداد حاصل کرنے کی مجبوری یا اس میں کامیابی اور آج کل دہشت گردی سے عدم تحفظ اور بھی ملکی معیشت یا خارجی معاملات کے موضوع شامل ہوتے ہیں۔

یقیناً ابلاغ کا پیٹ بھرنے کے لئے ہر لمحہ Breaking News 'فوری خبر، افرمقدار میں مل رہی ہیں۔

لیکن وطن عزیز کی وہ پھسلان جس سے معاشرہ ایک دل میں پھنس رہا ہے اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

حاکمیں اور ناظمیں یا ان کے مخالفین اور درمیان میں شرفاء، عقلاء، علماء، ادباء ان سب کے لئے یہ معاشرتی چیز ایک بے بصر نکتہ

(Blind Spot) بن چکا ہے جو کہ حقیقت میں نوشتہ دیوار ہے۔ پخی سطح پر بے نام، بے شمار، بے وسائل، بے وقار، بے کار، عوام

ہیں جو اپنے متعلق فیصلوں میں بے دخل ہو چکے ہیں، جن کے متعلق بار بار کہا جاتا ہے کہ وہ بڑے باشур ہو چکے ہیں لیکن جن کے

باصلاحیت بننے کا کوئی موقع موجود نہیں۔ ان تینوں طبقات کے درمیان خلیج بڑھتی جا رہی ہے جس سے وطن عزیز ہم آہنگی

(Unity) کی طرف بڑھنے کے بجائے با اختیار، با وسائل، با علم (Haves) اور بے اختیار، بے وسائل، بے سہارا طبقات

(Have Nots) میں تقسیم ہو چکا ہے۔

یہ Have Nots کا طبقہ جس کا جنم تعلیمی سہولیات کے فقدان کے باعث بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے، آج کی

معاشرتی بدمتی یادہشت گردی کے لئے افراد کی دستیابی، معاشی ابتوں کی بنیاد اور منبع بن چکا ہے۔ یہ طبقاتی تقسیم خواب پاکستان،

وعدہ پاکستان، نظریہ پاکستان کے بالعکس ہے اور اسلامی عدل جس کو پاکستانی معاشرے کی بنیاد بنتا ہے اور دستور اسلامی

جمہوریہ پاکستان کی اساس ہے وہ صرف کتابت تک محدود ہو چکا ہے۔

با امن عادل معاشرہ کا خواب جہاں ہر پاکستانی کی نشوونما کے لئے برابر کے موقع میسر ہوں ایک نئی سوچ کا مقتضی

ہے اور اس سمت میں ابلاغ عامہ کو، حکمران طبقہ، شرفاء، علماء، عقلاط کو اپنی سوچ، اپنے اعمال کی خود احتسابی

(Self Assessment) کی فوری ضرورت ہے۔

موجودہ صورت حال کا استمرار با اقتدار با اختیار با علم، با وسائل افراد یا گروہوں کے لئے تاکید اور خسارے کا راستہ ہے۔

اسی طرح ہمارا وطن عزیز بھی ایک نعمت ہے، ایک وعدہ ہے، ایک عزم ہے، ایک سفر ہے جس کے ہم امین ہیں۔ اس کی عمر

کے 70 ویں سال میں ہم ایک سنجیدہ اور پر خلوص خود احتسابی کریں۔ یہ ہمارا اپنا احتساب ہو گا کہ ہم نے اس ملک میں اس

کے 20 کروڑ عوام کے لئے کیا بہتری پیدا کی اور کہاں ہم سے کوتا ہیاں ہوئیں۔ کہاں ہماری سوچ صاف رہی اور کہاں

ہمارے اندر تضادات پیدا ہوئے۔ کیا ہم اس نعمت خداوندی سے مقاصد حاصل کرنے کی طرف رواں دواں ہیں یا کہیں

نشان منزل کو بھول تو نہیں گئے؟ ”ہماری منزل، اسلامی قدرتوں پر مبنی ایک عادل معاشرہ“ ہے جہاں ہر انسان کے

لیے یکساں تحفظ اور برابر کے موقع میسر ہوں۔ ایک ایسا معاشرہ جو اس دنیا میں ہمیں حسنات کا حق دار بناسکے اور آئندہ آنے

والی زندگی میں بھی حسنات کا حقدار بنائے۔ اور یہ وطن عزیز ساری دنیا کے لئے ایک امن و آشتی کا پیغام بر ہو۔

کیا اس مشن کی طرف بڑھنے کے لئے ہم نے گزرے ہوئے 70 سال کی فرصت میں پوری ذمہ داریاں لیں یا صرف غلاموں کی طرح دوسروں کی تقلید میں قناعت کرتے رہے؟ آزادی ایک عظیم نعمت ہے لیکن اتنی ہی بڑی ذمہ داری بھی ہے جس کو پورا کرنے کے ہم ملتزم بھی ہیں۔

کیا ہم نے اپنے معاشرے میں علم، عقل، فکر کو مناسب اہمیت دی؟ کیا ہم نے اس ذمہ داری میں دیئے گئے وقت کو پوری طرح استعمال کیا؟ آئیں اس سال کو بطور ”خود احتسابی کا سال“ منائیں۔ اپنے اوپر مقدمہ دائر کریں اور اپنے آپ سے فیصلہ لیں کہ ہم سے کہاں غلطیاں ہو رہی ہیں۔ کہاں ہمارے مفہومیں ابہام ہے۔ بجائے دوسری تہذیبوں کے وکلاء بننے کے ہم اپنے مستقبل میں اپنی راہیں کیسے بنائیں؟ یہ راہیں ذمہ داری لینے سے بن سکتی ہیں۔ قوم کا ہر فرد اس میں ذمہ دار ہے۔ یہ راہیں علم کی روشنی سے بن سکتی ہیں جو ہماری انفرادی اور اجتماعی ڈیوٹی ہے۔ یہ راہیں استعمال عقل اور غور و فکر، محنت سے تلاش کی جا سکتی ہیں۔ یہ راہیں وقت کے صحیح اور پورے استعمال سے مل سکتی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے۔

اور عمل ہی ایک ایسی بنیاد ہے جو ہمیں آزاد رکھ سکتی ہے۔ ہمارے پاس کوتا ہی کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ ہمیں اپنی آزادی کی حفاظت میں اپنی منزل کی طرف سفر میں کامیاب ہونا ہے اور اس فرصت کے لئے اپنے آپ کو اہل ثابت کرنا ہے۔ اس امتحان میں قوم کے ہر فرد کا کردار ہے، ہر فرد کی ذمہ داری ہے اور انشاء اللہ العزیز ہم اس میں کامیاب ہوں گے۔

# وطن عزیز سے عہد 2020

## 2020 کا سورج طلوع ہو رہا ہے

ایک خواب زیر تعبیر

ایک اتزام زیر تعمیل

ایمان، علم، عمل کا پاکستان

امن، عدل و امید کا گلستان

ماضی ہمارا سبق ہے

حال ہماری مشق ہے

یقین محاکم ہمارا چشمہ قوت ہے

مستقبل ہماری افق ہے

عمل پیغم ہماری جبلت ہے

محبت ہماری شناخت ہے

علم ہمارے راستے کا نور ہے اور عمل ہمارے سفر کا اصول ہے۔ وطن عزیز کا ہر فرد ایک دیا جلا رہا ہے۔

ایمان، علم اور تربیت سے لیس نوجوان امید بھار لارہے ہیں۔ مفاہیم میں انقلاب آرہا ہے۔

احساس ذمہ داری، بدلتے ہوئے روئے اور خود اعتمادی امید بھار لارہی ہے۔

تقاضائے زمان و مکان سے آشنا اپنی قدروں کا پاکستان، علامہ اقبال اور قائد اعظم کے خوابوں کا پاکستان، سب کے لئے برابر موقعوں کا پاکستان، پروقار پاکستان، ایک زندہ قوم کا پاکستان۔

دنیا میں امن و آشتی کے پیامبر پاکستان کی تعمیر شروع ہے اور انشاء اللہ منزل مراد ہمارا مقدر ہو گی۔

پاکستان زندہ باد و شاد باد ♦

# پاکستان

اور اکیسویں صدی کی دوسری دہائی کا اختتام

ڈاکٹر فتحیم غنی



## توجه طلب چینجز

- پاکستان کی دنیاۓ سیاست: مسائل گریز جمہوریت۔
- پاکستان کی دنیاۓ معيشت/ اقتصاد: خارجی قرضوں پر بڑھتا ہوا انحصار۔ بے نگران آزاد تجارت۔
- پاکستان کی دنیاۓ عوام: بنیادی ضروریات زندگی سے بڑھتی ہوئی محرومیت۔
- پاکستان کی دنیاۓ مذہب: اسلام کی اسلام سے جنگ۔
- پاکستان کی دنیاۓ ابلاغ: نئی قوت کا مظاہرہ۔ بشری نشوونما میں اور پاکستانی امیج کی اٹھان میں مزید ذمہ داری و حصہ داری کی ضرورت۔
- پاکستان کی دنیاۓ انصاف: معاشری انصاف کی جگہ عدالتی انصاف سے بڑھتی ہوئی توقعات۔
- پاکستان کی دنیاۓ تعلیم: 3 کروڑ بچوں اور نوجوانوں کے لئے سکولی سہولتیں ناپید۔
- پاکستان کی دنیاۓ صحت: علاجی سہولتوں تک رسائی غیر یقینی، بحالی صحت کی جگہ برقراری صحت کے اصول کو اپنانے کی ضرورت۔
- پاکستان کی دنیاۓ معاشرت: باوسائل اور بے وسائل طبقوں کے درمیان بڑھتی ہوئی دراڑ۔
- پاکستان کی دنیاۓ نسل: مناسب ترین نشوونمائی ذمہ داری

## پاکستان کے فوری توجہ طلب اندر ویں چینجز

(i) اقتصادی کساد

(ii) بین الصوبائی سیاسی افتراق

(iii) حکومتی اجارہ داری کے سامنے تجارتی و پیشہ وری پر یشرگروپس کا چینچ

(iv) انتظامی، سیکورٹی، عدالتی اداروں میں قومی حکمت عملیوں پر کنٹرول کی کشمکش

(v) عوامی رفاهیت کی ادنیٰ ترجیح

## پاکستان کے لئے علاقائی چینجز

-1 بھارتی توسعاتی عزم و علاقائی اجارہ داری

-2 افغانستانی عدم استحکام و طالبانی سٹائل دہشت گردی

-3 امریکی، چینی علاقائی اجارہ داری کی کشمکش

-4 پاکستان، خلیجی ممالک اور ایران کے بین الاقوامی تعلقات میں توازن کا چینچ

## پاکستان کے لئے عالمی سطح کے چینجز

-1 سرمایہ داری نظام کا استبداد افتراق

-2 ٹیکنالوجی کا فساد

- 3 جعلی (Fake) خبروں کی ابتلاء
- 4 لبرلزم کی ثقافتی یلغار
- 5 محولیاتی آسودگیاں و موسیٰ تغیرات
- 6 انسانی پیدا کر دہ دہشت گردی و ہلاکتی تشدد و جنگ

## سمجھنے کی بات

انسانی زندگی فیصلوں کا سفر ہوتا ہے۔ بالغ افراد اپنی زندگی کے متعلق خود فیصلے کرتے ہیں یا ان کی زندگیوں سے متعلق دوسرے فیصلے کرتے ہیں۔ دوسرے فیصلے کرنے والے کون ہو سکتے ہیں؟ یہ فیصلے مختلف سطحوں پر ہو سکتے ہیں جو ایک فرد یا افراد کی زندگی کی کیفیت کو تشكیل کرتے ہیں۔

(i) ذاتی سطح کے فیصلے (Personal Level)

(ii) مقامی سطح کے فیصلے (Local Community Level)

(iii) قومی سطح کے فیصلے (National Level)

(iv) عالمی سطح کے فیصلے (Global Level)

عصری پاکستانی زندگیوں کو عالمی سطح پر ہونے والے فیصلے قومی یا مقامی یا ذاتی سطح کے فیصلوں سے زیادہ متاثر کرتے ہیں۔

کیونکہ ہماری آزادی نسبتی ہوتی ہے اور ہماری ثقافتی آزادی ہماری معاشی آزادی پر منحصر ہوتی ہے۔

**سبق:** پروقار قوم بننے کے لئے معاشی آزادی اساسی ضرورت بنتی ہے۔

معاشی آزادی کے بغیر باعزت زیست ایک سراب ہی ہوتی ہے۔ ♦

# پاکستانی ثقافت میں معاشرتی توڑ پھوڑ

کسی زمانے میں پاکستانی معاشرت کی اساس خاص کر دیہی آبادی میں سانجھ کے معاشرہ پر تھی۔ لوگ ایک دوسرے کو جانتے تھے، ایک دوسرے کے اچھے برے وقت میں شریک ہوتے تھے۔ آج کل دیہی آبادی میں کمیونٹی لائف اور شہروں میں محلہ داری بڑی تیزی سے ختم ہوتی جا رہی ہے۔ صنعتی معاشرے جن کو جدید معاشرے کہا جاتا ہے وہاں دیہی زندگی جب صنعتی زندگی میں ڈھلنا شروع ہوئی اور باہمی انسانی تعلقات روزگاری ضروریات کے زیر دباؤ آنا شروع ہوئے تو وہاں سوسائٹی کی تنظیم میں کمیونٹی لائف میں پیدا ہونے والے خلاء کو بلدیاتی خدماتی نظام سے پُر کیا جانے لگا۔ لوگوں کا انحصار بجائے آپس کی سانجھی خدمات کے بلدیاتی خدمات پر بڑھتا چلا گیا۔ بلدیاتی خدمات کا وجود قانونی حق بن گیا اور معاشرہ ایک نئے توازن میں آگیا۔ بلدیاتی نظام کی پھیلتی ہوئی خدمات کو بلدیاتی ٹیکسٹسٹم سے پورا کیا جانے لگا۔ بلدیاتی خدمات کے دائرہ میں بچوں کی ابتدائی تعلیم اور پرانگری صحیتی سہولیات بھی شامل کر لی گئیں۔ بلدیاتی نظام جدید معاشرتی تنظیم کی اساس بن گیا۔

ہماری معاشرت میں دیہی سانجھ اور شہروں میں محلہ داری کی توڑ پھوڑ سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ ابھی تک بلدیاتی خدماتی نظام سے پر نہیں ہو سکا۔ اسی لئے معاشرت میں استحکام پیدا نہیں ہو سک رہا۔

جن معاشروں میں ہمدردی، تعاون، کمزوروں کی مدد باہمی اعتماد کم ہو جاتا ہے وہ آہستہ آہستہ توڑ پھوڑ کا شکار ہو جاتے ہیں اور سماجی طبقات میں منقسم ہو جاتے ہیں۔

## سماجی طبقات کی دراڑیں

معلوم انسانی تاریخ میں اور عصری معاشروں میں انسان طبقات میں منقسم پائے جاتے ہیں۔

طبقاتی تقسیم مستقل یا اختیاری بھی ہو سکتی ہے اور عارضی یا غیر اختیاری بھی ہو سکتی ہے۔ تقسیم موروثی بھی ہو سکتی ہے یا اکتسابی

بھی ہو سکتی ہے۔ تقسیم نسلی بھی ہو سکتی ہے یا جغرافیائی بھی ہو سکتی ہے۔ تقسیم موروثی بھی ہو سکتی ہے یا اکتسابی بھی ہو سکتی ہے۔ تقسیم وطنی بھی ہو سکتی ہے یا ولادتی بھی ہو سکتی ہے۔ تقسیم بین المذاہب بھی ہو سکتی ہے یا داخل المذاہب بھی ہو سکتی ہے۔ تقسیم امیر اور غریب کے درمیان ہو سکتی ہے۔ تقسیم علمی سرمایہ رکھنے والوں کے درمیان اور بے علم یعنی جہل کے درمیان ہو سکتی ہے۔ تقسیم آزاد (با اختیار) اور غلام (بے اختیار) میں ہو سکتی ہے۔ تقسیم حکام اور محکوم کے درمیان ہو سکتی ہے۔ تقسیم اشراف اور عوام کے درمیان ہو سکتی ہے۔

تقسیم سیاسی و فادریوں پر مبنی ہو سکتی ہے۔

کیا ہمارا معاشرہ ان سب تقسیموں سے دوچار ہے؟ ہمارا معاشرہ ان قدروں کا حامل ہے جن میں کالے گورے، غریب امیر، حکام محکوم بطور انسان سب برابر ہیں اور فوقیت کا میزان صرف ان کا تقوی (ختاط اور ذمہ دار رویہ) ہے۔ لیکن قانون کے سامنے پھر بھی سب برابر ہیں۔ یقیناً انسانوں کی قبیلوں اور قوموں میں تقسیم ایک طبعی عمل ہے تاکہ مختلف لوگ پہچانے جاسکیں۔ لیکن ان قبیلوں اور قوموں میں تقسیم در تقسیم سے مسابقت اور مخاصمت کا امکان بڑھ جاتا ہے جس سے معاشروں کے اندر انتشار اور دوسرے معاشروں کے ساتھ تصادم میں ملتا ہوتا ہے۔

معلوم تاریخ میں مختلف انسانی ثقافتوں میں قسم قسم کی طبقاتی تقسیم پر مبنی معاشرے بنے جن میں سب سے گہری تقسیم مذاہب کے درمیان اور مذاہب کے اندر تفریق تھی جو نوع انسان کو مخاصمت سے دوچار کرتی رہی۔ اکثر اوقات مختلف طبقات کسی نہ کسی سمجھوتہ پر پہنچ جاتے رہے اور اختلاف کے باوجود پرامن باہمی معاشرت آگے بڑھتی رہی۔ مثلاً ہندو مت میں گہری طبقاتی تقسیم (برہمن، کھتری، ولیش، شودر) کے باوجود لوگ پرامن طریقہ سے ایک دوسرے کے ساتھ رہتے رہے۔ کمزور طبقوں میں محرومیت کے باوجود احساس محرومیت اس درجہ تک نہ پہنچا کہ معاشرے میں تناؤد باوہ کی صورت پیدا ہو جائے۔

متعدد اور متنوع دراڑیں عصری پاکستانی معاشرے میں بڑھ رہی ہیں جو کہ معاشرے کے کوئی بدن عدم استحکام کی طرف لے جا رہی ہیں۔ اگر ان معاشرتی دراڑوں کی لست بنائی جائے تو وہ مندرجہ ذیل ہو سکتی ہے۔

## علاقائی دراڑیں:

عقائدی دراڑیں: تاریخ میں کم و بیش ہر معاشرے میں موجود ہی ہیں۔

فلکری دراڑیں: باہمی انسانی تعلقات اور معمولات کو ہموار رکھنے میں متعدد رویوں کی بجائے متعدد رویوں کو جنم دیتی ہیں۔

معاشی دراڑیں: انسانی معاشرت میں باوسائل اور بے وسائل افراد کے درمیان کچھا بتاہی کا اہم سبب ہوتا ہے اور اگر معاشرے میں باوسائل اور بے وسائل کے درمیان دراڑیں زیادہ وسیع ہو جائیں تو خوف اور بد امنی اس کا طبعی نتیجہ ہوتی ہے۔

علمی دراڑیں: علم انسانی صلاحیت کی بنیاد بنتا ہے اور اگر تعلیم کے موقع تک رسائی کی وجہ سے بھی معاشرے میں تعلیم غیر یکساں ہو تو تعلیم یافتہ اور کم تعلیم والے افراد کی معاشرتی سطح بھی غیر یکساں ہو جاتی ہے اور معاشرہ غیر ہم آہنگ ہو جاتا ہے۔ ایک ریاست کے اندر علاقائی ثقافتی درجات متعدد ہو سکے ہیں یہ کثرت کسی تہذیب کی خوبصورتی بھی ہوتی ہے اور بعض اوقات تقسیمی تفریق بھی بنیاد بنا جاتی ہے۔ جو معاشرتی ہم آہنگی میں خلش کا سبب بن جاتی ہے۔

جدید تہذیب جس کی بنیاد میں سرمایہ داری نظام نے اور اب سائنسی علوم نے معاشروں کو معاشی طبقات میں تقسیم کر دیا ہے اس میں سپر امیر، امیر، مڈل کلاس، غریب اور انہائی غریب طبقے وجود میں آگئے ہیں۔ ان میں تفاوت فقط وسائل کی ملکیت کا ہے۔ جدید تہذیب کا وسائل کے حصول کے لئے اہم ترین ہتھیار مسابقت ہے جس میں پہلے سے باوسائل طاقتوں افراد زیادہ طاقتوں بن رہے ہیں اور کم وسائل والے کمزور افراد کمزور تر ہو رہے ہیں۔

اس سے احساس محرومیت اور معاشرتی تناو بڑھتا جا رہا ہے جو آخر کار تشدد پر منتج ہوتا ہے۔ اس وسائلی دراڑ (باوسائل [Have] اور بے وسائل [Haves]) کو علمی دسترس میں تفریق تیزی سے مزید گھرا کر رہی ہے۔

سرمایہ داری نظام مسابقت اور علمی دسترس پر مبنی جدید تہذیب امیر (باوسائل) کو امیر تر اور غریب (بے وسائل) کو غریب تر بنارہی ہے۔

باوجود دعووں کے ہماری حالیہ علمی تقسیم سے معاشرے میں گھرے شقاق عیاں ہو چکے ہیں۔ عام طور پر طبعی ضروریات تک رسائی میں فراوانی یا محرومی کی دراڑ کا ذکر کیا جاتا ہے لیکن زندگی کے فلکری میزان میں خلیج سے معاشرتی ہم آہنگی میں رکاوٹ کو بالکل

مرکوز نہیں کیا جا رہا اور اس خلچ کا پاٹ دن بدن بڑا ہوتا جا رہا ہے۔ مثلاً عملی زندگیوں میں اعتدال، میانہ روی، شاملیت کی بجائے انتہائی موافق کو معاشرت کی بنیاد بنالیا گیا ہے۔

کرۂ ارض کی تقریباً تمام ثقافتیں اس گنجل میں پھنس چکی ہیں اور عام کمزور فرد معاشرے میں بالکل بے بس ہو گیا ہے۔ آج کے معاشروں میں تشددی فضا، دہشت گردی اور جنگی تناو آج کی جدید تہذیب کی دین ہے۔

## ایک خطرناک معاشرتی دراڑ

حقیقت میں کسی معاشرتی گروہ کی اعلیٰ ترین صفت اس میں ہم آہنگی ہوتی ہے۔ انسانی استعداد میں کمی بیشی اور اس کے نتیجہ میں تھوڑی بہت معاشرتی اوچ ناگزیر رہتی ہے۔ لیکن ہر فرد کی استعداد کی نشوونما کے لئے برابر کے موقع کی دستیابی کسی معاشرتی تشکیل میں ایک ایسا عصر ہے جو ایک ہم آہنگ (Harmonious) معاشرے کی بنیاد بنتا ہے۔ انسانی نشوونما میں آزادی، عدل، امن، ذاتی وقار، تحفظ اور علمی حصول کے موقع اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ علم ایک ایسا عصر ہے۔ جو آزادی، عدل، امن یا معاشری تحفظ کی بنیاد فراہم کرتا ہے، صلاحیت کو بڑھاتا ہے اور شخصیت (کردار و اقدار) کو نکھارتا ہے۔ علم تک رسائی میں کوئی بھی رکاوٹ کسی فرد کو جہالت سے نکلنے میں رکاوٹ ہو گی۔

اس پاکستانی عصری معاشرہ میں 50 فیصد بچوں اور نوجوانوں کے لئے علم تک رسائی ناممکن ہے کیونکہ علم حاصل کرنے کے لئے ان 50 فیصد بچوں اور نوجوانوں کے لئے سہولت سرے سے ناپید ہے۔ نتیجتاً یہ مقداری کمی (Quantitative Deficit) پاکستانی قوم کو دو حصوں میں تقسیم کر رہا ہے۔ ایک جو علم حاصل کر رہے ہیں اور دوسرے جن کے مقدر میں جہالت میں رہنا ہے۔ آبادی کا یہ حصہ جو جہالت میں ڈوبتا ہے آج کے معاشرتی تناو بدامنی کا بنیادی سبب بن رہا ہے۔ سیاسی عمائدین اور سابق اور حالیہ پالیسی ساز اس معاشرتی دراڑ کے سبب کی طرف بالکل توجہ نہیں دے رہے۔ وطن عزیز کی معاشرتی ہم آہنگی اور خوشنگواری کی ضمانت صرف اور صرف سب کے لئے کیساں تعلیم کے موقع میں ہے تاکہ جبری جہالت میں ڈوبتا ہوا آبادی کا آدھا حصہ بجائے محرومیت اور غلامیت میں رہنے کے، فخر یکسانیت میں آ سکے اور اپنی اور اجتماعی نشوونما میں اپنا حصہ ڈال سکے۔

(ڈاکٹر نعیم غنی) ♦

# انسانی آزادیاں

گروہی معاشرت انسانی جبلت کا خاصہ ہے۔ اس کے باوجود ہر انسان منفرد شخص چاہتا ہے اور اپنے اعمال میں آزاد رہنا چاہتا ہے۔ انسانی آزادی کے کچھ عناصر انسان کے اندر موجود ہوتے ہیں اور کچھ کے لیے ماحول کی مناسب معاونت کی ضرورت ہوتی ہے۔

انسانی آزادی کے اندر وہی عناصر حسب ذیل ہیں:

- (1) نیت کی آزادی
  - (2) انسان کے اندر رکھے ہوئے حیوانی جبلت اور اندر سے ابھرنے والے جذباتی میلانات کو منضبط کرنا اور عقل اور علم سے انسانی مشروطی تہیجات کو کنٹرول کرنا انسان کو حقیقی آزادی کی راہ پر ڈالتا ہے۔
  - (3) تیسری قسم کی اندر سے اٹھتی ہوئی آزادی انسانی فطرت میں ودیعت ہوتی ہے جسے وہ اچھے اور بے اعمال کو اختیار کرنے میں استعمال کرتا ہے۔ اس آزادی کو Freedom of Choice بھی کہتے ہیں
- انسان کو کچھ آزادی ساز گارما حول پر منحصر ہوتی ہیں یا اس سے متاثر ہوتی ہیں۔ مثلاً

(i) زندہ رہنے کا حق

(ii) اختیار کا حق

(iii) شناخت کا حق

(iv) عزت نفس کا حق

عصر حاضر کی پیچیدہ معاشرت تقاضائے مناسب ترین انسانی نشوونما اور تقاضائے زمان و مکان کو پورا کرنے کے لئے اداراتی نظام وضع کرنا فعال معاشرے کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔

معاشرتی تعلقات کی آزادی: یہ آزادی ایسے معاشرے سے مسلک ہوتی ہے جہاں گروہی تعلقات کے لئے اخلاقی قواعد و ضوابط اور قوانین میں وہ خود حصہ دار ہوں۔

انسانی زندگی کا مقصود اپنے اردوگرد انسانوں کا اور کائناتی مخلوقات اور موجودات کی بہبود ہے اور اس میں ودیعت کی ہوئی آزادیاں یا ماحول سے ملی ہوئی آزادیاں اس کو ذمہ داریاں پوری کرنے کے قابل بناتی ہیں، ان آزادیوں کے بغیر انسان انسانی بہبود اور ماحولیاتی بہبود کو سرانجام نہیں دے سکے گا جس کا وہ ملتزم ہے۔

اس کے علاوہ افرادی نشوونما میں اندر وونی خالق سے عطا شدہ قابلیتیں اور علم سے معلوم کردہ کائناتی امکانیات دونوں مل کر انسانی ارتقاء کو جاری رکھتی ہیں۔

(ڈاکٹر نعیم غنی) ♦

# پاکستانی معاشرہ پریشگروپس کی زدیں

## ریاست پاکستان کے قوام اور رہنمای اصول

(i) ریاستی قوانین: کوئی قانون قرآن و سنت رسول ﷺ کی تعلیمات سے متصادم نہیں ہوگا۔

(ii) نظام حکومت: جمہوریت

(iii) وفاق کی صوبائی اکائیاں

(iv) ہر شہری کے لیے بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت

## موجودہ معاشرتی صورت حال

بالغ آبادی میں جمہوری نظام حکومت کو چلانے کے لئے معین مدت کے بعد انتخابات کے ذریعہ اکثریتی جماعت حکومت کرنے کا حق حاصل کر لیتی ہے اور قانون کی حکمرانی روکھنے کی ذمہ دار بن جاتی ہے اور امن و امان قائم کرنے کے لئے قومی سلامتی کے اداروں یعنی سیکیورٹی ایجنسیوں کی مدد سے حکومتی گرفت برقرار رکھتی ہے۔

پاکستانی معاشرے میں ریاستی معمولات کا کنٹرول نارمل حکومتی اداروں کے علاوہ متعدد پریشگروپس کے زیر اثر آتا رہا اور حالیہ سالوں میں معاشرے میں کئی انواع کے پریشگروپس حکومتی اجارہ داری کے لئے باقاعدہ چلنے بن چکے ہیں۔

یقیناً نظام حکومت اکثریت کا پریشگروپ ہوتا ہے اور حکومتی جمہوری پارٹی حکومت قائم رکھنے کے لئے مختلف چھوٹے چھوٹے دراندازیوں کو بھی جواز بنالیتی ہے۔

ان پریشیر گروپس میں کئی اقسام کے گروہ برس پیکار رہتے ہیں۔

مالی رقبوں میں بڑے بڑے تجارتی چھوٹے تاجری انجمنیں، ذخیرہ اندازی سے شروع ہو کر باہمی جتھے بندیوں سے مارکیٹ کی سپلائی اور اجنس کی قیمتیوں کو بڑھادیتے ہیں اور اکثر اوقات ٹیکس چھوٹ کے لئے معاشرے میں اقتصادی پہیہ کو سست کرنے کی دھمکیوں سے حکومتی نظام کو گھٹنے ٹکنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

ایک اہم عنصر تشدد بھی ہے جس کو متعدد پریشیر گروپس استعمال کر کے اپنی مراعات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ان پریشیر گروپس میں غنڈا گردی کے علاوہ سماجی خدمات میں تعطل پیدا کرنے کی دھنس ہوتی ہے یہ دونوں اپنے لئے مراعات حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

مثلاً طبی شعبہ سے منسلک ڈاکٹرز اور عدالتی نظام میں وکلاء تشدد اور خدمات میں تعطل کی دھنس کو اپنا ہتھیار بنالیتے ہیں۔

### خلاصہ:

پاکستانی معاشرہ اس وقت متفرق پریشیر گروپس کی زد میں ہے اور اخلاقی انتظام سے لے کر مادی انحصار کی فضاء میں زوال کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے اور آج کے مقتدر حلقات اپنے اقتدار کو بقاء دینے کے لئے پریشیر گروپس سے سودے بازی کر کے سارے معاشرے کو زوال کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ حقیقت میں دونوں خسارے میں ہیں۔ کیا ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے؟ کہ وہ حق اور پچ کا شعور کھو چکے ہیں؟

♦ (ڈاکٹر نعیم غنی) ♦

## پاکستانی معاشرہ پر یشیرگروپس کی زد میں

۰ پاکستانی معاشرہ اس وقت متفرق پر یشیرگروپس کی زد میں ہے۔ آج کے مقتدر حلقات اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے پر یشیرگروپس سے سمجھوتے کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ حالیہ سالوں میں معاشرے میں کئی انواع کے پر یشیرگروپس حکومتی اجارہ داری کے لئے با قاعدہ چینچ بن رہے ہیں۔ ان پر یشیرگروپس کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اور ان سے نہنے کے لئے آپ کیا تجویز پیش کرتے ہیں؟

اس موضوع پر سلطانہ فاؤنڈیشن ٹاف، اساتذہ، طلبہ و طالبات اور قارئین امید نے اپنے نکتہ نظر سے تحریریں بھیجی ہیں جونہ رقارئین ہیں۔

## پاکستانی معاشرہ پر یشیرگروپس کی زد میں

(محمد پرویز جگوال، مرکز تعلیمی تحقیق و معاشرتی نشوونما، سلطانہ فاؤنڈیشن)



قیام پاکستان ایک نظریہ کا نتیجہ تھا۔ مگر پاکستانی قوم کے لئے بہت کٹھن وقت تھا۔ جب نہ صرف ریاستی ڈھانچے کھڑا کرنا تھا بلکہ لاکھوں بے گھر مہاجرین کو بھی بسانا تھا۔ اس صورت حال کو سنجاہانے کے لئے ایک بہت ہوش مندا اور مخلص قیادت کی ضرورت تھی جو قائد اعظم اور پھر لیاقت علی خان کی صورت میں دستیاب تھی۔ ان تمام مشکلات اور چینچنجز کے ساتھ ساتھ جو ایک اہم چینچ تھا وہ معاشرتی اقدار، آئین ریاست اور ثقافت کی حفاظت اور ترویج تھی۔ لیکن ابتداء سے ہی سازشوں نے اندر وی اور یونی سطح پر وطن عزیز کو آن گھیرا۔ آئین، سماج اور اقدار کی ترقی کے لئے ایک تسلسل درکار ہوتا ہے لیکن ایسا نہ ہو سکا ہر چند سال میں ملکی صورت حال پلا کھاتی رہی جس کی وجہ سے ان عوامل میں استحکام نہ آسکا۔

جب ملک میں عدل کا نظام نہ پہنچ سکے، قانون کی پاسداری نہ ہو، سیاسی استحکام نہ ہو تو پھر لوگ اپنے حقوق کے حصول کے لئے غیر راویتی اور غیر قانونی طریقے استعمال کرتے ہیں۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ ملک کے مقتدر ادارے عوام کے حقوق کے تحفظ میں ناکام ہوئے یا پھر انہوں نے جان بوجھ کر اس کو نظر انداز کیا تو عوام نے اپنے حقوق کے لئے سڑکوں اور چوراہوں کا رخ کیا۔ ریاست اور اداروں کو بلیک میل کرنے کی راہ اختیار کی۔ اس طرح پر یشیرگروپس وجود میں آتے گئے۔ اس ساری صورت حال کا قومی سطح پر تجزیہ نہ کیا گیا کہ آہستہ آہستہ یہ صورت حال کیا رخ اختیار کرے گی۔

ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ پاکستان میں سیاسی پارٹیاں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے گروپس بناتی رہیں یا مختلف گروپس کی پشت پناہی کرتی رہیں جس کی وجہ سے ملک میں مختلف قسم کے پریشر گروپس ابھرنے لگے۔ جو پارٹی اقتدار سے باہر ہوتی تھی یا پھر آج بھی اقتدار سے باہر ہے تو وہ حکومتی پارٹی کو نیچا دکھانے کے لئے، اس کو ناکام بنانے کے لئے مختلف پریشر گروپس کی حمایت اور پشت پناہی کرتی ہے۔ ان کی شہ پریش گروپس میدان میں اترتے ہیں اور ملک میں ایک افراتفری پیدا ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ ہمارا معاشرہ مذہب کے معاملے میں بہت حساس ہے۔ مختلف موقع پر مختلف لوگ مذہب کو بھی استعمال کر کے پریشر گروپس کو آگے لاتے ہیں۔

مندرجہ بالا صورت حال توکسی کے مقاصد کے لئے استعمال ہونے والی ہے لیکن اس صورت حال نے آہستہ آہستہ باقاعدہ ایک رسم اور رواج کی صورت اختیار کر لی ہے۔ عوام یہ سمجھتی ہے کہ اگر کوئی بات منوانی ہے، چاہے وہ جائز ہے یا ناجائز، تو گروپ بنالیا جائے اور ریاست پر دباؤ ڈالا جائے، سڑکیں بلاک کی جائیں، احتجاج کیا جائے، اداروں سے مقابلہ کیا جائے، روزمرہ عوامی زندگی کو جام کر دیا جائے تو حکومت سر جھکا کر ان کے مطالبات مان لے گی۔ اور کافی حد تک یہ پریشر گروپس اس میں کامیاب ہیں۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پورا ملک اور معاشرہ عملیاً پریشر گروپس کے کنٹرول میں ہے جس کا مظاہرہ ہم آئے روز دیکھتے ہیں۔ ان میں:

**ڈاکٹر زکا پریشر گروپ**

**وکلاء کا پریشر گروپ**

**تاجریوں کا پریشر گروپ**

**ٹرک ڈرائیوروں کا پریشر گروپ**

**رکشہ ڈرائیوروں کا پریشر گروپ**

**کلرکس کا پریشر گروپ**

**پیرامیڈ یکل سٹاف کا پریشر گروپ**

**نرسرز کا پریشر گروپ**

**لیڈی ہیلتھ ورکرز کا پریشر گروپ**

**سینٹری اور کرز کا پریشر گروپ**

**ریٹائرڈ افراد کا پریشر گروپ**

طلبہ کا پریشانگروپ

## اساتذہ کا پریشانگروپ

اور کچھ پریشانگروپس ایسے ہیں جو کوئی احتجاج تو نہیں کرتے لیکن غیر اعلانیہ طور پر وہ سب کچھ کر لیتے ہیں اور ہم ان کی مٹھی میں بند ہیں جن میں سب سے بڑا سرمایہ داروں کا پریشانگروپ ہے جس کا اثر و رسوخ اعلیٰ سطح پر موجود ہے۔ وہ روزمرہ اشیاء کی فراہمی اور ان کا ریٹ متعین کرتے ہیں اور ہم مجبور ہیں کہ انھی ریٹس پر خریداری کریں اور پیسہ ان کے جیب میں جائے۔ ہماری معاشی حالت اور روزمرہ زندگی پر وہ اثر انداز ہیں۔

## اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟

یہ مسائل گزشتہ تین چوتھائی صدی پر محیط تاریخ کی پیداوار ہیں ان سے چھٹکارا پانے کے لئے جو سب سے ضروری امر ہے وہ یہ ہے کہ معاشرہ میں نظام عدل اور انصاف کی بالادستی ہو۔ عدل اور انصاف ہوگا تو ہر ایک مطمئن ہوگا۔ دوسرا یہ کہ قانون کا نفاذ ہو اور قانون سب کے لئے برابر ہو۔ جب تک امیر اور غریب کے لئے الگ الگ قانون کا تصور ختم نہیں ہوتا تب تک یہ پریشانگروپس ختم نہیں کئے جا سکتے۔ کیونکہ گروپس تب بنتے ہیں جب عوام کو محسوس ہوتا ہے کہ ان کی شناوائی نہیں ہو رہی، ریاستی ادارے انصاف فراہم نہیں کر رہے۔



## پاکستانی معاشرہ پریشانگروپس کی زد میں

(تحریر: شمہر زاہد، پنس سلطانہ ڈگری کالج برائے خواتین، سلطانہ فاؤنڈیشن)

وطن عزیز 22 کروڑ نفوس پر مشتمل معاشرہ ہے جس میں ہر امیر، غریب، تاجر حضرات، بیورو کریٹس، عہدہ داران حضرات، آفیسرز، حکومتی کارندے اور ایک ریٹھی دھکلینے والا مزدور تک شامل ہے۔ ہم سب پاکستانی معاشرہ کی شناخت بناتے ہیں۔ یہ وطن ایک ایسی اسلامی ریاست ہے جو اپنی پہچان اور اپنا تشخص آپ رکھتی ہے۔ اس شخص کو برقرار رکھنے کے لئے ہمیں تگ و دو کی ضرورت ہے۔ اپنی ذات کے اندر، اپنے معاشرہ کے اندر کچھ تبدیلیاں لانے کی اشد ضرورت ہے۔

یہی ہے مقصود فطرت، یہی ہے رمز مسلمانی

اخوت کی جہاں گیری، محبت کی فراوانی

البته کچھ اسلام دشمنوں قوتوں ہیں جو ہمیں ہر صورت کچلنا چاہتی ہیں۔ ہماری پہچان و شناخت کو مٹانا چاہتی ہیں اور انہی طاغوتی طاقتوں کے زیر اثر پاکستانی معاشرے میں کچھ فشاری گروہ اور فسادی طبقے بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں جو کہ پاکستانی معاشرہ پر بری طرح سے اثر انداز ہو رہے ہیں جن کے کچھ مطالبات ہوتے ہیں اور پھر آخر کار حکومت ان کے مطالبات کو مانے پر مجبور ہو جاتی ہے اور ان کی پالیسیوں کے مطابق ان سے سمجھوتہ کر لیتی ہے۔

اس قوم میں شوخی اندیشه خطرناک  
جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد  
مثلاً ملک میں آئے دن ہڑتا لیں، ریلیاں، احتجاج اور تاجر حضرات اپنے مطالبات کو خاطر خواہ طور پر پورے کرنے کے لئے مختلف قسم کے اقدامات اٹھاتے ہیں۔ مثلاً توڑ پھوڑ، آگ لگانا، نار جلانا وغیرہ وغیرہ اسی قسم کی خرافات کے لئے تو اقبال فرماتے ہیں۔

اللہ سے کرے دور تو تعلیم بھی فتنہ  
اماک بھی، اولاد بھی، جاگیر بھی فتنہ  
ناحق کے لئے اٹھے تو شمشیر بھی فتنہ  
شمشیر بھی کیا نعرہ تکبیر بھی فتنہ

پچھوٹن عناصر ایسے ہیں جو ہمیں ہر حال میں مٹانا چاہتے ہیں اور ہمارے ہی افراد کو ہمیں ختم کرنے کے لئے آلہ کار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اور ہم ہیں کہ بیوقوفا نہ حد تک ان کے آگے تر نوالہ بنے ہوئے ہیں۔

نہ سمجھو گے تو مت جاؤ گے مسلمانو!  
تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں

قارئین کرام معاشرت کے ساتھ الفاظ ذرا سخت ہیں۔ اگر کھلی آنکھ سے ہم موجودہ حالات کا جائزہ لیں تو پورے ملک میں ڈاکٹر، آفیسر،  
وکلا، تاجر ان، سرمایہ کار تمام لوگ مل کر کیا اپنی ہی تھامی میں چھیندہ نہیں کر رہے؟ کیا اپنی ہی ارض پاک، اپنی ہی دھرتی کے نام کو بٹھنہیں لگا رہے۔ پورے  
معاشرے میں نحوست پھیلارکھی ہے۔ بگاڑ کا وہ طوفان عظیم ہے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا۔

ان تمام شورشوں کے پیچھے کیا عوامل ہیں؟ اور کون ان طبقات کو ان گروپس کو ورغلائی، پھوٹ و تفریق ڈلوا کر، پاکستانی معاشرے کو نیچا اور  
کمزور دکھانے کی کوششیں کر رہے ہیں؟ ہمیں خود ہوش کے ناخن لینا ہوں گے۔ کیونکہ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدی  
نہ ہو جسے خیال اپنی حالت آپ بدلنے کا

تو پالیسیاں ایسی بنائی جائیں جو معاشرے کو فروع اور ترقی دیں نہ کہ مزید تنزلی کی طرف لے کر جائیں۔ یہ تمام فشاری گروہ ترقی کی راہ میں  
رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فرقہ واریت کو ختم کیا جائے، محبت کو فروع دیا جائے۔ امن و آشتی اولین ترجیح ہونی چاہیے۔  
قدرت نے ہمیں ذہن دیا، عقل دی۔ خردمندی کے ساتھ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے موجودہ حالات کے ساتھ مقابلہ کرنا ہوگا۔ کیونکہ معاشرہ توہر

آن ہر لحظہ تغیر پذیر ہے۔ نئی ایجادات ہو رہی ہیں۔ نیا سیٹ اپ، ہر چیز سے فائدہ اٹھانے کے نئے نئے طریقے سامنے آ رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مخلصانہ طریقے کے ساتھ اور ثابت طریقے پر ہر چیز سے فائدہ اٹھایا۔ بجائے غلط اقدام اٹھانے کے۔ کیونکہ

جو دونی فطرت سے نہیں لائق پرواز

اس مرغک بیچارہ کا انعام کا افتاد

درج بالا شعر کی بجائے ہمیں درج ذیل شعر کا مصدقہ ہونا چاہیے۔

حسن کردار سے نور مجسم ہو جا

کہ ابلیس بھی تجھے دیکھ کے مسلمان ہو جائے

## پاکستانی معاشرہ پر پریشگروپس کی زد میں

(تحریر: نزہت پروین، پیغمبر اردو، پنس سلطانہ ڈگری کالج برائے خواتین، سلطانہ فاؤنڈیشن)



زندگی کے مختلف امور کی پاسداری کے لئے معاشرہ بہت اہم کردار ادا کرتا ہے اور معاشرے میں بگاڑ پیدا نہ ہواں کے لئے قوانین بنائے جاتے ہیں۔ ایک معاشرہ اسی وقت ترقی کر سکتا ہے جب اس کو صحیح سمت ملے۔ اگر پوری دنیا میں دیکھا جائے تو جتنے بھی ممالک ترقی یافتہ ہیں وہ صرف اور صرف اپنے بنائے ہوئے قوانین کی پاسداری کرنے سے۔ جبکہ بد قسمتی سے ہمارے ملک میں یہ چیز ہے ہی نہیں، بڑے سے بڑا طبقہ اور چھوٹے سے چھوٹا طبقہ اپنے اپنے قوانین بنائے پھر رہے ہیں۔ اور ان سے استفادہ کر رہے ہیں۔ ان طبقوں کو جب ایک پلیٹ فارم پر لانے کے لئے قوانین کا احترام کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو یہ منتشر ہو کر ہڑتا لوں اور احتجاج کرنے پر اتر آتے ہیں۔ حکام بالا کو اتنا مجبور کر دیتے ہیں کہ ان کو اپنے اٹھائے گئے اقدامات واپس لینے پڑتے ہیں۔

یہ پریشگروپس اپنی مرضی کے فیصلے کروانے کے لئے مختلف طرح کے ہتھنڈے اپناتے ہیں جس سے اس معاشرے میں انصاف کا ملنا مشکل ترین ہو جاتا ہے۔ معاشرہ ایسے حالات کی زد میں آ جاتا ہے جس سے معاشرے سے انسانیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے جس سے وہ مسیح اجولوگوں کی زندگیاں بچانے کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں وہ ہی ان کی زندگی کے ختم ہونے پر بے حسی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ انصاف دینے والے ادارے جب ان گروپس کی زد میں آتے ہیں تو ان کے غیر منصفانہ فیصلوں سے ایک عام آدمی مایوسی کا شکار ہو کر اپنی زندگی کو ایسے اصولوں پر گزارنے پر مجبور ہو جاتا ہے جو اس معاشرے کی تباہی کا سبب بنتے ہیں۔ اگر معاشرے کو ان برا نیوں اور فرسودہ قوانین سے بچانا ہے تو حکومت کو چاہیے کہ وہ ہر طبقے کو ایک پلیٹ فارم پر لائے۔ عوام کی حوصلہ افزائی اور ان کی بہبود کے لئے مشکل فیصلے کرنے سے گریز کرے اور سیاست سے ہٹ کر ان کی بہتری کے لئے ایسے اقدامات اٹھائے کہ ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔



## پاکستانی معاشرہ پر یشترگروپس کی زد میں

(تحریر: مہرین اسحاق، یکچار کمپیوٹر سائنس، پرس سلطانہ ڈگری کالج برائے خواتین، سلطانہ فاؤنڈیشن)

کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک وہاں امور زندگی کو چلانے کے لئے ضروری قوانین نہ بنائے جائیں جبکہ معاشرے کی ترقی کا انحصار ان قوانین پر عمل کرنے میں ہی ہوتا ہے۔ آج دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک میں خوشحالی کی ایک بڑی وجہ قانون کا احترام ہے۔ ہمارے ہاں یہ چیز ناپید نظر آتی ہے جو کہ ایک ذہنی کیفیت اور معاشرے کی اجتماعی سوچ کی بھی عکاس ہے۔ ہر کوئی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق فوائد حاصل کرنے کے لئے کوشش نظر آتا ہے اور جب قانون پر عمل کرنے کو کہا جائے تو ہر تالوں اور احتجاج کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے تاکہ حکومت کو مجبور آایے اقدامات واپس لینے پڑیں۔

جہاں قانون کی عمل داری نہ وہاں مختلف پر یشترگروپس جنم لیتے ہیں اور ہر پر یشترگروپ اپنی مرضی کے فیصلے کرانے کی تگ و دو کرتا ہے۔ دھنس ایسے معاشرے کا کلچر بن جاتا ہے۔ یہ گروپس انصاف کو مانتے ہیں نہ ہی انسانیت کو۔ ہم بھی ایسے ہی بدقسمت معاشرے کا حصہ بن گئے ہیں جہاں ایم جنسی میں آخری سانس لیتے حضرت انسان کو مرنے کے لئے چھوڑ کر ڈاکٹر ہر ہر تال پر نکل آتے ہیں، مرضی کا فیصلہ لینے کے لئے وکیل نج کا گریبان پکڑ لیتا ہے، جہاں سرعام ملزم گھوم رہے ہوتے ہیں اپنی دھنس جما کر اور ہمارے اداروں میں بیٹھے پولیس افسران ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور بے گناہ لوگوں پر الزام لگا کر جیلوں میں دھکیل دیا جاتا ہے۔ ان پر یشترگروپس کی وجہ سے والدین اپنی اولاد خاص طور پر بیٹھیوں پر ناجائز پابندیاں لگانے پر مجبور ہیں جس کی بنا پر وہ تعلیم جیسے بنیادی حق سے محروم ہیں۔ یہ معاشرے کی مجموعی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے عناصر اور پر یشترگروپس کو کامیاب نہ ہونے دیں اور حکومت وقت کو یہ تاثر دیں کہ اس کے ہر اچھے کام کی بھرپور حمایت اور غلط اقدام کی مخالفت کی جائے گی۔ اگر معاشرہ کیجا ہو تو تمام مفاد پرست عناصر کی نہ صرف حوصلہ شکنی ہوگی بلکہ حکومتوں کو بھی حوصلہ ملے گا کہ وہ عوام کی بہبود کے لئے مشکل اور سخت فیصلے کر سکیں نہ کہ سیاسی مفادات کے چکر میں پڑی رہیں۔

## پاکستانی معاشرہ پر یشترگروپس کی زد میں

(تحریر: نورین محمود، یکچار انگلش، پرس سلطانہ ڈگری کالج برائے خواتین، سلطانہ فاؤنڈیشن)

ایک پر یشترگروپ کو ایک مربوط گروپ کہا جا سکتا ہے جو حکومتی پالیسی، قانون سازی یا عوامی سوچ پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ پر یشتر گروپس کو مفاداتی گروپ یا یہاں تک کہ ایک احتجاج ٹیم کے نام سے بھی جانا جا سکتا ہے۔ پر یشترگروپس کے کچھ مخصوص مقاصد یا مشترکہ مفادات

ہوتے ہیں جو حقوق، اثاثہ جات، سوچ یا سرگرمیوں وغیرہ سے متعلق ہوتے ہیں۔ پاکستان میں کاروباری طبقے میں ایسی تنظیمیں ہیں جو اپنے ممبروں کے مفادات کے تحفظ، فروغ اور پروجیکٹ کے لئے پریشانگ روپ کا کردار ادا کرتی ہیں۔ صنعت کاروں اور تاجرلوں کے مابین ہمیشہ مفادات کا تصادم رہا ہے۔ کاروباری برادری کی کچھ مہماں نے معاشی پالیسیوں پر بہت زیادہ اثر ڈالا ہے۔

عدم استحکام کے پیچھے بنیادی طور پر پاکستان میں ایک مناسب سیاسی نظام کا فقدان ہے۔ مفادیا طاقت کا ہمیشہ تازعہ رہا ہے۔ مذہبی جماعتوں نے اپنا اپنا اسلام قائم کیا ہے اور حالات کا فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ مذہبی دباؤ والے گروپ زیادہ طاقتور اور اچھی طرح سے مسلح اور مالی اعانت حاصل کر چکے ہیں اور حکومتی اداروں پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ زمین داروں نے اپنی دشمنیوں کی وجہ سے استحکام کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ جاگیرداری نے متوسط طبقے اور اعلیٰ طبقے کے مابین عدم توازن پیدا کیا ہے۔ اقتدار کی اکثریت اعلیٰ طبقے کے ہاتھ میں ہے۔ ملک کے وجود کے لئے جو بنیادی نظریہ تھا وہ اب ایک پریشانگ روپ ہے جو مستقل فوجی مداخلت کا استھان کر کے اور سیکولر سیاسی جماعتوں کو مجبور کر کے اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بد قسمتی سے فوج پاکستان میں ایک طویل عرصے تک ملکی اقتدار پر قابض رہی ہے بلکہ دس جمہوری حکومتوں کو گرانے میں بھی کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان کی معیشت کی بدانظامی سیاسی ڈھانچے کی کمزوری کی عکاسی کرتی ہے۔

وکیلوں کے دباؤ گروپوں کا آغاز 2007ء میں ہوا جب وکیل کی تحریک شروع ہوئی اور مشرف حکومت کے خلاف کامیابی کے بعد یہ ریاست میں ایک مناسب، باضابطہ دباؤ گروپ بن گیا۔ ملک میں وکلاء کی بڑھتی ہوئی طاقت تعلیم کی ناقص پالیسیوں اور قانونی امور کے حوالے سے عدم تحفظ کے احساس کے ساتھ ساتھ صوبوں میں پولیس اور انتظامیہ کی سیاست کا نتیجہ ہے۔

تمام پریشانگ روپ پاکستان میں حکمرانی کے استحکام کو متاثر کرتے ہیں۔ جدید تعلیم یافتہ معاشروں میں مسائل کو ہمیشہ پر امن طریقے سے حل کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح معاشروں کو افواہوں اور عدم برداشت سے پرہیز کرنا چاہیے جو انہیں معاشرتی اور اخلاقی طور پر توڑ دیتے ہیں۔ مضبوط اور آزاد عدالتی ملک کو مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور عوام کا اداروں پر اعتماد بحال ہوتا ہے۔ پاکستان میں امن اور استحکام کے لئے لازم ہے کہ عدالتی آزاد اور خود مختار ہواں سے پاکستانی عوام کا اداروں پر اعتماد بحال ہوگا۔ ملک میں معاشرے کے تمام طبقوں کو مکمل اظہار رائے کی آزادی ہونی چاہیے یہ آزادی پاکستان میں جمہوری اقتدار کو مزید فروغ دے گی۔ فوج کو سیاست سے الگ رہنا چاہیے اور اس کے لئے قانون سازی انتہائی ضروری ہے تاکہ مستقبل میں ملک کو سانحات سے بچایا جاسکے۔ مذہبی جماعتوں میں مفاد پرست عناصر کی شناخت کی جائے اور ان کی منفی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔ ڈاکٹرز اور وکیل جو اپنے پیشے سے ملخص نہ ہوں اور اپنے حلف کی پاسداری نہ کر سکیں ان کا پیشہ ورانہ لائسنس فوری طور پر منسوخ کیا جائے۔



## پاکستانی معاشرہ پر یشیرگروپ کی زد میں

(تحریر: عظمی شہزادی، وائس پرنسپل، جسٹس یوسف صراف سینٹر، سلطانہ فاؤنڈیشن)

کہنے کو تو یہ جملہ سو فیصد درست ہے اور اس بات میں کوئی شک و شبہ کی بھی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن فکر کی بات یہ ہے کہ ہم ایسے پر یشیرگروپ کی زد میں آتے کیوں ہیں؟ کیا ہم کمزور ہیں؟ ہمارا خود پر اعتبار نہیں ہے؟ کیا ہم اللہ پر توکل نہیں کرتے؟ کیا ہمارا نبی ﷺ پر ایمان نہیں؟ کیا ہمارے نبی ﷺ کے دور میں پر یشیرگروپ نہیں تھے؟ تمام سوالات کے جوابات دینا شاید مشکل ہوگا لیکن آخری سوال کا جواب ہاں ہے۔

ہاں اگر میرے نبیؐ کے دور میں پر یشیرگروپ تھے لیکن وہ کمزور نہیں تھا ان کا خود پر اعتبار تھا۔ صرف اللہ پر توکل تھا ایمان کی مضبوطی تھی تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اور پر یشیرگروپ انسان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ دنیا میں اور بھی ایسے انسان گزرے ہیں جو ان پر یشیرگروپ کی زد میں نہیں آئے۔ جیسے ہمارے عظیم رہنماء قائد اعظم محمد علی جناح۔ اب اگر بات کی جائے کہ یہ گروپ بننے کیسے ہیں؟ تو یہ کہنا بجا ہوگا کہ جو لوگ ان پر یشیرگروپ کی زد میں آتے ہیں ایک دن یہی لوگ ان گروپ کا حصہ ہوتے ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ ہمیں اپنی پہچان نہیں بھونی چاہیے اور ہماری پہچان یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا اللہ پر اس کے نبیؐ پر ایمان ہے۔ واحد ایمانی طاقت سے ہم ہر بیرونی طاقت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

## پاکستانی معاشرہ پر یشیرگروپ کی زد میں

(تحریر: عزیرہ ظفر، تعلیمی قونصلر، جسٹس یوسف صراف سینٹر، سلطانہ فاؤنڈیشن)

پر یشیرگروپ سے مراد ایسا گروہ جو دباو ڈالنے کا حامل ہوتا ہے۔ اس گروپ میں چند افراد کسی مخصوص مقصد کے حصول کے لئے جمع ہو کر ایک گروپ بنالیں اور اس گروپ میں اتنی قوت پیدا ہو جائے کہ اس کے ذریعے کوئی تبدیلی رونما ہونے کی توقع ہو تو ایسی تنظیم یا گروپ کو پر یشیرگروپ کہتے ہیں۔ پر یشیرگروپ کی بہت سی اقسام ہوتی ہیں جیسے کہ حقیقی گروہ، ذرائع ابلاغ کا گروہ، گمنام گروہ، پرائیویٹ گروہ وغیرہ۔

**پر یشیرگروپ اور سیاسی جماعت میں فرق:** پر یشیرگروپ اور سیاسی جماعت میں ہر طرح سے بہت فرق ہوتا ہے۔ پر یشیرگروپ صرف ایک مخصوص مقصد کے حصول کے لئے اور مفاد کے لئے کام کرتا ہے جبکہ سیاسی جماعت پورے معاشرے کے مفاد اور مسائل کے لئے کام کرتی ہے۔ پر یشیرگروپ صرف مخصوص طبقے کو محفوظ رکھنے پر کام کرتے ہیں جبکہ سیاسی گروپ پورے معاشرے کو محفوظ رکھتا ہے۔ پر یشیرگروپ عوام کے لئے بہت کام کرتے ہیں کیونکہ یہ حکومت کو لوگوں کی خواہشات کے بارے میں بتاتے ہیں۔ خاص طور پر الیکشن کے دنوں میں تمام پر یشیرگروپ کا مقصد لوگوں پر اثر انداز ہونا ہے جو درحقیقت فیصلے کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ پر یشیرگروپ اپنے لئے سیاسی عہدے کی طاقت نہیں ڈھونڈتے ہیں، بلکہ ان سیاسی فیصلوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

**پر یشیرگروپ کی خصوصیات:** وہ اپنے مقصد کو فروع دینے کے لئے انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، ریڈیو، ٹی وی اور پریس کا نفرنسوں کا استعمال کرتے ہیں وہ اپنے مشترکہ مفاد کے تحفظ کے لئے تشكیل دیتے جاتے ہیں ان میں سے بیشتر سیاسی جماعتوں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔ پر یشیرگروپ کی جگہ حکومت کے لئے مشکلات پیدا کرتے ہیں اور کئی جگہ ان کے لئے مدگار بھی ثابت ہوتے ہیں۔



## پاکستانی معاشرہ پر یشیرگروپ کی زدیں

(تحریر: عروسہ ذوالفقار، تعلیمی قو نصلر، جسٹس یوسف صراف سینٹر، سلطانہ فاؤنڈیشن)

پر یشیرگروپ سے مراد اثر انداز ہونے والا گروہ ہے۔ ایسا گروہ چونکہ دباؤ ڈالنے کا حامل ہوتا ہے اس لئے اسے ”فشاری گروہ“ بھی کہتے ہیں۔ انگریزی میں ایسے گروہ کو ”Pressure Group“ کہتے ہیں۔ چند افراد کسی مخصوص مفاد کے حصول کے لئے جمع ہو کر ایک تنظیم قائم کر لیں اور اس تنظیم میں اتنی قوت پیدا ہو جائے کہ اس کے ذریعے خاص تبدیلی رونما ہونے کی توقع ہو تو ایسی تنظیم کو ”پر یشیرگروپ“ کہا جاتا ہے۔

A group or association representing some special interest and seeking to bring conceted pressure to bear on a matter of public policy.

**پر یشیرگروپ اور سیاسی جماعت میں فرق:**

- 1 سیاسی جماعت و سیج بنیادوں پر کام کرتی ہے جبکہ موثر گروہ محدود ہوتا ہے۔
- 2 ایک سیاسی جماعت پورے معاشرے کے مسائل کو مخوض رکھتی ہے۔ پر یشیرگروپ صرف ایک مخصوص طبقہ کے مفادات کو پیش نظر رکھتا ہے۔
- 3 سیاسی جماعت اور پر یشیرگروپ کی تنظیم و تشکیل میں فرق پایا جاتا ہے۔

**پر یشیرگروپ کی اقسام:**

- |                  |  |              |                                       |
|------------------|--|--------------|---------------------------------------|
| 1. پرائیویٹ گروہ | 2. ہیئت گروہ (جماعتی گروہ، ذرائع ابلاغ کی تنظیمیں، جانبدار گروہ) | 3. پیلک گروہ | 4. کسی سیاسی جماعت سے وابستہ سیاستدان |
| 5. غیر ہیئت گروہ | 6. گنمگ گروہ وغیرہ۔  |              |                                       |

**پر یشیرگروپ کی خامیاں**

پر یشیرگروپ کی خامیاں اور ان کی وجہ سے ہونے والے نقصانات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ موثر گروہوں کی پوشیدہ کارروائیاں سازش پرمنی ہو سکتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ملک میں انتشار پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ اپنے مطالبات منوانے کے لئے یہ گروہ ہڑتا لوں، تالہ بندیوں اور جلسے جلوسوں کو اپنا آله بناتے ہیں۔ اس طرح توڑ پھوڑ، آتش زنی اور مارپیٹ وغیرہ سے صرف آجر کو نقصان پہنچتا ہے بلکہ حکومت اور پوری قوم بھی متاثر ہوتی ہے۔ پر یشیرگروپ کی قیادت پر بالعموم چند افراد کا قبضہ ہوتا ہے۔ موثر گروہوں اور پر یشیرگروپ کی وجہ سے معاشرہ طبقات میں بٹ جاتا ہے اور فرقہ واریت پھیلنے لگتی ہے جس کے باعث معاشرے میں منافرت پھیل جاتی ہے اور ایک طبقہ دوسرے طبقہ کا دشمن بن جاتا ہے۔ موثر گروہ بعض اوقات حکومت پر ناجائز دباؤ ڈالتے ہیں، حالانکہ ان کے مطالبات منفی قسم کے ہوتے ہیں۔ اس صورت میں موثر گروہ کے مخالف گروہوں کے مفادات مجروح ہوتے ہیں۔ ”جزل ڈیگال نے کہا تھا“۔

پر یشیرگروپ ملکی استحکام کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ ان کی تحریب پسندی تعمیر کے خلاف ہے، جس کی بنا پر یہ حکومت کے لئے مشکلات پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ پر یشیرگروپ ہمیشہ خود غرض ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے طبقہ ہی کے مفادات سے غرض ہوتی ہے پورے معاشرے سے انہیں کوئی غرض نہیں ہوتی۔ ♦

# زندگی

## کائنات کے لامحدود مرکان و زمان

### میں محدود لیکن منفرد معین فرصت

زندگی ایک مسلسل ارتقائی عمل ہے۔ ہر انسان کچھ ملی ہوئی یا اپنائی ہوئی اقدار کے مطابق اپنی زندگی کو آگے بڑھاتا ہے۔ یہ اقدار انسان کی جسمانی، ذہنی، روحانی نشوونما کے اصول مہیا کرتی ہیں۔

”زندگی انعام بھی ہے زندگی امتحان بھی ہے۔“

”زندگی اختیار بھی ہے زندگی اجبار بھی ہے۔“

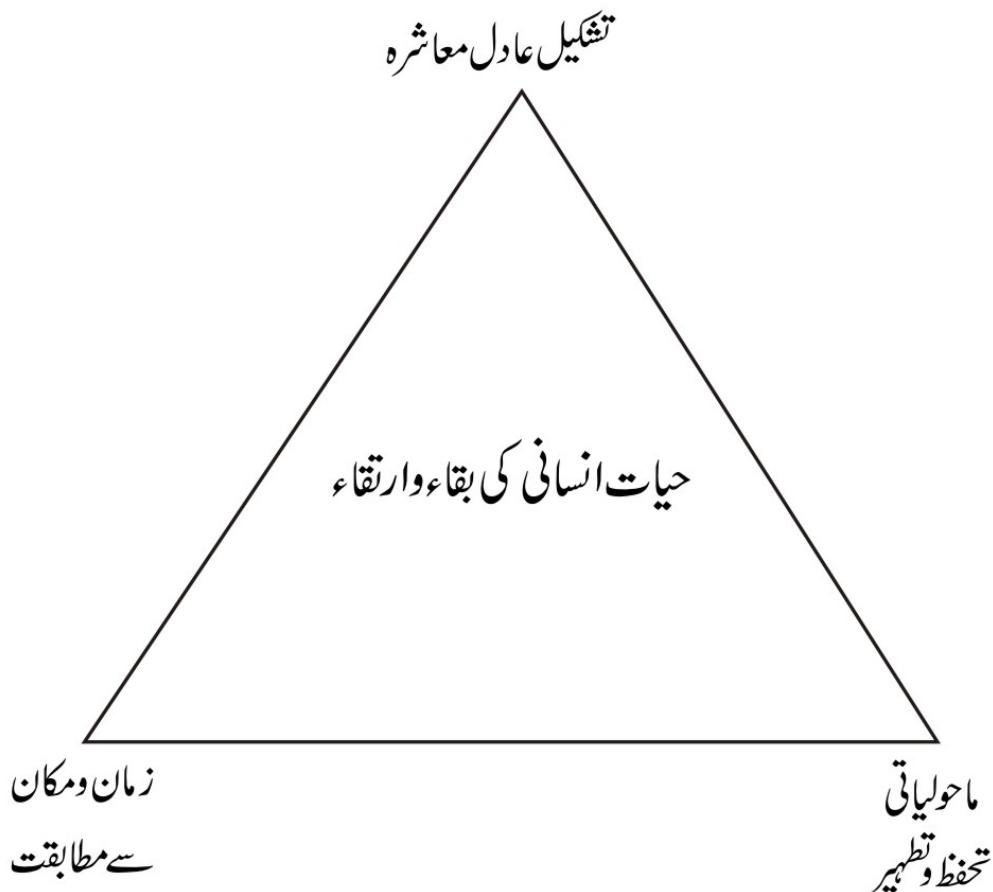
### زندگی میں انعام:

علم کی صلاحیت	0	وقت	0
شعور	0	عقل	0
احساس	0	تصویر فکری صلاحیت	0
ہدایت	0	اختیار	0

### زندگی کے امتحان:

- انسان اپنی محدود فرست میں خالق کل سے ملی ہوئی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو نظام کائنات کے فطرتی اصولوں کو کتنا سمجھنے کی کوشش کرتا ہے 0
- اور کتنا ان کو تحسین کرتا ہے 0
- اور انہیں اپنے ارتقا میں کتنا استعمال کرتا ہے 0
- اور ارددگرد جمادات، نباتات اور حیاتیات میں کتنی بہتری پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، یہ اس کا امتحان ہوتا ہے۔ 0

♦ (ڈاکٹر نعیم غنی) ♦



انسانی بقاء اور حالت کمال کی طرف ارتقاء کے تین قوام ہیں۔

(i) **تشکیل عادل معاشرہ**

(ii) **محولیاتی تحفظ و تطہیر**

(iii) **زمان و مکان سے مطابقت**

آله علم ..... تجربہ و تعلیم و سکھلانی

کتاب کائنات

آله شعور ..... انتہا پسندی سے اجتناب

کتاب ہدایت:

♦ (ڈاکٹر نعیم غنی)

## اصحاب مناسب کی سطح پر

### ذمہ دارانہ سوچ کی ضرورت

کچھ عرصہ پہلے کے ایک انگریزی اخبار میں ہمارے معاشرے سے متعلق سرورق پر اس قسم کی خبریں چھپی ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر عزت مآب عارف علوی صاحب کو محترم جسٹس جاوید اقبال چیئر مین قومی احتساب بیورو عالمی یوم کرپشن کی شیلڈ دے رہے ہیں۔ یعنی ہماری پر ابلم کرپشن ہے اور محترم جسٹس صاحب اس کے ٹھیک کرنے میں کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں۔ محترم جسٹس جاوید اقبال صاحب نے قوم کو متنبہ کیا ہے کہ اگر کرپشن کے لئے سزا موت مقرر کر دی گئی تو پاکستان کی آبادی کم ہو جائے گی۔ کیا اس کا مفہوم یہ لیا جائے کہ آبادی کے زیادہ افراد کرپشن کر رہے ہیں۔ چند دن پہلے آبادی سے متعلق ایک سیمینار میں محترم ٹاپ مظہر چیف جسٹس اسلامی جمہوریہ پاکستان نے کہا کہ آبادی کی زیادتی ملک کے لئے سب سے بڑی پر ابلم ہے۔ اس سیمینار میں وزیر اعظم اسلامی جمہوری پاکستان نے اس پر ابلم سے متعلق توجہ دلانے پر چیف جسٹس صاحب کی تعریف کی اور اطمینان کا اظہار کیا کہ محترم چیف جسٹس صاحب نے اس اتنی اہم پر ابلم سے متعلق آگاہی کا پروگرام شروع کیا ہے۔

اس اخبار میں وفاتی وزیر صحت نے صحیتی نظام سے متعلق شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ عزت مآب وفاتی وزیر تعلیم نظام میں خامیوں کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ فوجی ادارے امن و امان کی پر ابلم کو ملک کی معاشی ترقی میں رکاوٹ گنواتے ہیں۔

علی ہذا القیاس وطن عزیز کو اتنے سارے مسائل کا سامنا ہے۔ پھر سابق چیف آصف ھوسہ صاحب نے عدالتی انصاف میں تاخیر کا عزم سب پولیس کی تفتیشی عدم صلاحیت کو ذمہ دار ٹھہرایا معاشرے میں معاشی نا انصافی جو تنازعات کی اہم جڑ ہے اس کا ذکر نہ کیا۔ اصل مسئلہ معاشرتی، نظامی، حکومتی مسائل کا نہیں ہے۔ اصل مسئلہ ہمارے اندر کے مسائل کو سمجھنے، جانچنے اور سنبھالنے کا ہے۔ خالق کل کی یہ کائنات اربوں سالوں سے منظم اور مرتب طریقوں سے چل رہی ہے اور اس کی کارگزاری میں کوئی رخنہ نہیں آتا۔ ہمیں آفاتی اصول سمجھنے ہوں گے۔ جو کائنات تنظیم اور ارتقاء کو مرتب رکھتے ہیں اور وہ ہیں اپنے وسائل کا اور وقت کا باکفایت اور منظم استعمال۔ ہم اپنے وسائل کو باکفایت استعمال نہیں کرتے۔ اپنے وقت کو منظم نہیں کرتے۔ وسائل کا اور اپنی صلاحیتوں کا زیاد کرتے ہیں اور ان سے منتج مسائل کا شکوہ کرتے ہیں۔

عصری عالمی نظام معيشت وسائل کے بے دریغ استعمال اور نمو (Growth) کے ماذل پر استوار ہے۔ طبعی اشیا کی نمکوسی خیالی دنیا (UTOPIA) میں نہیں لے جاسکتی بلکہ یہ مکمل تباہی کا راستہ ہے۔

**ملخص:** اپنے وطن عزیز کے ماحول کو ٹھیک کرنے کے لئے ہمیں پہلے اپنے اندر کو ٹھیک کرنا ہوگا۔ اخبار میں مسئلہ کو بیان کرنے سے راہ راست نہیں مل سکے گی۔ ♦

# زندگی کے استاد

- 1 مان، خاندان
- 2 ودیعتی قابلیتیں
- 3 انسانی مشاہدہ و تجربہ
- 4 عقلی و شعوری میزان، آفاقی ہدایت بذریعہ آفاقی کتب والوہی رسول الکرام
- 5 ماحولی ثقافت اور تاریخی دانائی
- 6 زمانہ، سب پڑھاوی استاد
- 7 روایتی سکولی کالج مدرسین و مرتبین
- 8 محققین العلوم
- 9 پیشہ وری مہارتؤں اور خدماتی سکھلائیوں کے استاد
- 10 فنونی مہارتؤں کے استاد
- 11 جسمانی مہارتؤں کے استاد
- 12 میڈیا، افلام
- 13 ٹیکنالوجیکل انکشافات
- 14 ثبت سوچ و یقین

♦ (ڈاکٹر نعیم غنی) ♦

# اسلامی معاشرے کی تعمیر کے بنیادی قوام

## رسالہ حق

رسالہ حق میں میانہ روی انداز پیغام میں موعظۃ الحسنہ اور دین کے اعلیٰ نصب اعین کو مد نظر رکھنا بنیادی لازمہ بتاتا ہے۔

دین اسلام میں تصور خالق کے بعد جس تصور حیات اور اس کے لئے جو تصور معاشرہ مقصود ہوگا، اس کے بنیادی قوام حسب ذیل ہوں گے:

- 1 امن۔ خوف سے تامین
- 2 قانون سب کے لئے برابر
- 3 سب کے لئے بنیادی ضروریات کی فراہمی کی تامین
- 4 دوسرے انسانوں کے استھصال اور غلامی سے نجات
- 5 ہر انسان کے لئے علمی تنویر
- 6 باہمی تعاون اور اخوت
- 7 کمزوروں کی کفالت
- 8 معاهدات کی پابندی
- 9 دوسرے عقائد رکھنے والوں کا معاشرتی احترام
- 10 سادگی

اسلامی معاشرے کی عمارت میں مندرجہ بالا التزامات میں کمی عبادات کی کثرت یا مظاہر میں نمائش سے پوری نہیں ہو سکتی۔ اسلامی معاشرے میں موجود مسلکی فرق پر زور یا موجودہ روشن خیالی کے رجحانات مندرجہ بالا قواعد کے بغیر بے معنی ہیں۔

ہمارے رویوں یا اقدام سے اگر معاشرے کے امن میں نقص آتا ہے یعنی فساد پیدا ہوتا ہے یا قانون کمزور اور زور آور کے لئے مختلف ہے یا معاشرے میں افراد دوسرے انسانوں کا استھصال کرتے ہیں یا فروع علم کے بجائے جہالت ہے یا باہمی تعاون اور اخوت کی بجائے مسابقت اور مخاصمت عام ہے، یا کمزوروں کی کفالت کا کوئی بندوبست نہیں یا انفرادی یا اجتماعی سطح پر معاهدات کی پابندی بے اعتماد ہے یا

دوسرے عقائد کھنے والے شہریت میں برابر اور محترم نہیں یا ان کی عبادت گاہیں محفوظ نہیں تو یہ اسلامی معاشرہ کھلانے کا مستحق نہیں۔

اسلامی معاشرے کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے مندرجہ بالا معیار اور التزامات کی پابندی لازمی ہدف ہوگا۔

جو لوگ خود اسلامی التزامات کی ترجیحات کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے وہ کیسے 9 کروڑ پاکستانیوں پر اسلام نافذ کرنے کے اہل ہو

سکتے ہیں؟

جو لوگ اپنے محلے، اپنے شہر میں امن قائم نہیں رکھ سکتے وہ کس طرح ملت اسلامیہ کے ہدف کا دعویٰ کرتے ہیں؟ جو لوگ خود دوسرے عقائد کا احترام نہیں کرتے وہ کیسے موقع کر سکتے ہیں کہ دوسرے ان کے عقیدہ کا احترام کریں گے؟ جو لوگ اپنے پڑوسیوں کی بنیادی ضروریات کی طرف توجہ دیئے بغیر ذاتی نوافل یا فرائض کو ترجیح دیتے ہیں وہ کیسے اسلامی اخوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور جو لوگ خود معاہدات کی پابندی نہیں کرتے وہ کیسے دوسروں کے لئے حق کے داعی بنتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کا پروگرام انسان کو اشرف المخلوقات کے درجہ پر فائز کرتا ہے اور اس کے لئے مندرجہ بالا قوام اسلامی معاشرہ کے قیام کے لئے ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام صلاحیتیں زندگی کو اعلیٰ سمت میں بڑھانے کے لئے دی ہیں، اس کو زندگی کی نعمت کو نیست کرنے کے لئے زندگی کا انعام نہیں دیا۔

اسلامی معاشرے کا اعلیٰ وصف معاشرتی امن اور معاشرتی عدل اور ہم آہنگی ہوگا۔ اگر یہ وصف ہمارے اسلامی کھلانے والے معاشرے میں موجود نہیں تو اسے اسلامی کھلانے کا حق نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کچھ لوگ اپنے عقیدے یا فرقے کو حق مانتے ہوئے اس حق کو پرہمومٹ کرنا چاہتے ہیں اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ان کا حق کا موقف برحق ہے لیکن اس حق کی پرہمومش میں باہر سڑک پر 10 انسان ہلاک ہو جاتے ہیں تو یہ حق کے دعوے کا تقاضا وقت کے لیے صحیح نہیں ہوگا۔

یہ رویے ہمارے دین کی روح رحمت للعالمین کے بالکل منافی اور فساد فی الارض کی ختم ریزی ہوگی۔ ہمارے دینی مبشرین کو اپنا بیان، اپنی حکمت عملی عصری حالات کے مطابق وضع کرنا ہوگی و گرنہ ہمارے اسلامی کھلانے والا معاشرہ بھی جدید تہذیب کی طرح فساد فی الارض کا نمونہ بن رہا ہے۔

## تہذیب جدید.....فساد فی الارض

عصر حاضر کی مادی تہذیب کی بنیاد میں ڈارون کے نظریہ "بقاء لصالح" (survival of the fittest) اور ایڈم سمحت کا نظریہ جواز مفاد ذات ہیں۔

یقیناً ڈارون کا نظریہ سوائے انسانی زندگی کے کائناتی اصول کے مطابق ہے۔ انسان سے متعلق صرف ماحولیاتی قوتیں ہی نہیں اس کی زندگی کو جوڑتیں یا توڑتیں، وہ خود اپنے اندر سے اپنی زندگی کو نکھرتا یا بگاڑتا ہے اور اس کی نشوونما میں اردوگرد کا انسانی ماحول اس کی اندر ورنی صلاحیتوں سے متعامل ہوتا رہتا ہے اور توازن یا عدم توازن میں مُنْجَّہ ہوتا ہے۔ انسان کے اندر کی حیوانی جبلتیں اسے دوسرے انسانوں سے مسابقت پر مجبور کرتی ہیں لیکن اس میں انسانی و دیعتیں اسے باہمی ہمدردی، تعاون اور کمزوروں کی حفاظت کی طرف مائل کرتی ہیں۔ ڈارون کا نظریہ "بقاء لصالح"، اللہ تعالیٰ کی انسانی مخلوق کی اس فضیلت کو مکمل طور پر گرفت نہیں کر سکا۔ انسان کی نموضر جسمانی نہیں اس کی اصل نشوونما اندر ورنی خدائی صفات کی ہے۔

بُقْتُمِی سے انسان سے متعلق عصری جدید تہذیب صرف فزیکل مسابقت پر مرکوز ہے۔ فزیکل مسابقت سے مفاد ذات تک پہنچنے میں تصورات میں مسابقت، علمی دسترس میں مسابقت، مادی حاصلیت میں مسابقت، خود آگے بڑھنے اور دوسروں کو بڑھنے سے روکنے، خود زابر ہونے اور دوسروں کو زیر کھنے میں مسابقت میں کامیاب رکھنے کے لئے ہر وسیله کا استعمال جائز بنالیا جاتا ہے جس میں تشدد، جنگ اور تباہی اور انسان نیستگی کو جائز بنالیا جاتا ہے۔ ان تشدد اور نیستگی کے اعمال میں علمی دسترس سے سلحی اور رابطی اختراعات معاشرے کا سرطان بن چکی ہیں جو انسانیت کے وجود کو نیست کرنے کے درپے ہیں۔ اپنے آپ کو ترقی یافتہ کہلانے والے انسان کو درحقیقت مسابقت اور مفاہمت کو اور اپنے حیوانی میلانات اور انسانی التزامات کو توازن میں لانا ہوگا۔

اگر یہ انسان اپنی سمت درست نہیں کرتا اور وہ اپنے لئے جسمانی سہولیات دوسروں کے لئے محروم پیدا کرنے میں اگرچہ وہ کامیاب ہو گا لیکن سکون اور طمانتی سے خوبی دور ہی رہے گا اور دوسروں کو بھی ان صالحات سے محروم کرتا رہے گا۔

عملی طور پر آج کا گمراہ انسان اگر راہ راست پر آنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو اسے ایک نئی قدر اپنا ہو گی اور ہر قسم کے بارودی اسلحہ کی صنعت اور بارودی اسلحہ کی کھپت کے معمولات اور بارودی اسلحہ کی تجارت کو غیر انسانی، غیر اخلاقی اور غیر قانونی قرار دینا ہو گا اور بارودی اسلحہ کے "فساد فی الارض" کا کلیدی عصر ہونے پر اقرار کرنا ہو گا۔

(ڈاکٹر نعیم غنی) ♦

## مفاد عامہ

### بنیادی سماجی و تہذیفی خدمات

### Essential Public Goods

عصر حاضر میں شہری زندگی کے متفرق واجبی لوازمات کو مہیا کرنا، بحال رکھنا اور خدمات کو فعال رکھنا قومی و ملکی سطح پر مرکزی حکومتی ذمہ داریوں، صوبائی انتظامی ذمہ داریوں اور شہری لوازمات بلدیاتی ذمہ داریوں کے اپنے دائروں میں آتا ہے جن میں تعطل اخلاقی سطح پر غیر مقبول اور قانونی سطح پر قابل موافذہ ہو گا۔

- مفاد عامہ سے متعلق کم از کم مندرجہ ذیل اجتماعی سطح کی خدمات بنیادی لازمی اجتماعی خدمات کہلاتی ہیں گی
- (i) سیکورٹی سے متعلقہ شعبے بشمول فوج، فوج سے متعلقہ شعبہ جات
  - (ii) پولیس ڈیپارٹمنٹ
  - (iii) عدالتی نظام
  - (iv) قومی فیصلہ سازی
  - (v) بنگنگ سسٹم، سرکاری ونجی
  - (vi) بھلی کی دستیابی میں تسلسل
  - (vii) پانی: پینے کے پانی کی دستیابی
  - (viii) ریلوے و پلک ٹرانسپورٹ
  - (ix) صحیتی خدمات
  - (x) تعلیمی خدمات

(ix) ماحولیاتی نگہداشت کے شعبہ جات

(xii) رابطاتی وسائل، ٹیلی فون وغیرہ

(xiii) مکملہ ڈاک

(xiv) سڑکوں پر نقل و حرکت میں تعطل

اگر کوئی سڑک بند کی جاتی ہے تو تبادل راستہ مہیا کرنا انتظامیہ کی ذمہ داری ہوگی۔

پبلک مظاہروں، جلوسوں یا سرکاری افسران یا غیر ملکی زائرین کے لئے سڑکیں بند کرنا ضابطوں کی خلاف ورزی ہوگی۔

(xv) ہنگامی خدمات کے شعبہ جات

ملاحظہ:

حالیہ سالوں میں ہماری شہری زندگی میں تعطل معمول بن چکا ہے۔ انتظامیہ کے خلاف احتجاج کے لئے سڑکوں کو بند کرنا عام ہو گیا ہے۔ تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ سیاسی رہنماءں کو جواز دیتے ہیں کہ ”احتجاج جمہوریت کا حسن ہے“، لیکن ہزاروں لوگوں کی زندگی میں تعطل پیدا کرنا جمہوریت کی نہیں، اخلاقی گراوٹ اور قانونی لاچاریت کی علامت ہے۔ ایک اور جہت میں ملازمتی معاوضوں سے متعلق احتجاج کے طور پر ہسپتاں میں طبی خدمات میں تعطل پیدا کرنا ناقابل معافی فعل ہے جو حالیہ دنوں میں بار بار واقع ہو رہا ہے اور جس سے انسانی جانوں کو خطرے میں ڈالا جاتا ہے۔

ان بنیادی اجتماعی سماجی خدمات (Fundamental Essential Social Services) سے متعلق واضح قانون سازی حکومت وقت کی اوپرین ترجیحات میں ہونی چاہیے۔ ان بنیادی اجتماعی سماجی خدمات کے تعطل کے ہوتے ہوئے معاشی بحالی کا تصور ایک سراب ہوگا۔

ہمیں یاد رکھنا ہے کہ احتجاج جمہوریت کا حسن نہیں بلکہ جمہوریت کا حسن قانون کی اجارہ داری اور اجتماعی خدمات کا تسلسل ہے۔

(ڈاکٹر نعیم عنی) ♦

# سرمایہ داری نظام میں بدلاو کی ضرورت

تحریر: Mr. Benioff Chairman & Co-C.E.O. Salesforce

New York Time (Opinion) - Oct. 14, 2019

اخذ و ترجمہ: ملک ندیم احمد لطیف، شعبہ تحقیق، سلطانہ فاؤنڈیشن

موجودہ سرمایہ داری نظام نے عدم مساوات کو فروغ دیا ہے۔ اس کے تدارک کے لیے ہمیں کاروبار میں 'نفع کمانے' کے ساتھ ساتھ 'نفع پہنچانے' کو بھی کاروباری اقدار کا حصہ بنانا ہوگا۔ مجھے اعتراف ہے کہ سرمایہ داری میرے لیے بہت اچھی رہی ہے۔ گزشتہ 20 سالوں میں 'سیلزفورس' نامی کمپنی نے، جس کا میں شریک بانی ہوں، اربوں ڈالر منافع کمایا جس نے مجھے بہت دولت مند بنا دیا ہے..... اتنا دولت مند کہ میرے دادا پڑدا دادا اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہوں گے۔ لیکن ایک سرمایہ دار کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ آج سرمایہ داری اپنی موت آپ مر چکی ہے۔

جی ہاں، فری مارکیٹ کا دور ہے، صنعتی اور سائنسی ترقی یافتہ معاشروں نے نئی صنعتیں قائم کر لی ہیں، نئی ادویات کی دریافت و ایجاد کے ذریعے لاکھوں افراد کو امراض کا شکار ہونے سے بچایا ہے اور کروڑوں لوگوں کو غربت کی پست حالت سے اوپر اٹھایا ہے۔ میری اپنی کامیابی نے مجھے اس قابل بنا�ا ہے کہ میں مقامی پیلک سکولوں کی مدد کر کے ان کو بہتر بناسکا اور سان فرانسکو بے ایریا کے بے گھر لوگوں کی مدد کرسکا، بچوں کو طبی و صحتی نگہداشت فراہم کرسکا اور سمندروں کے تحفظ کے لیے خدمات انجام دے سکا۔

تاہم، حالیہ چند دہائیوں میں سرمایہ داری نظام نے زیادہ سے زیادہ نفع کے لائق میں ایک طرف الیٰ خوف ناک اور تشویشناک عدم مساوات کو جنم دیا ہے کہ دنیا کے صرف 26 امیر ترین لوگوں کی دولت 3.8 بلین (3,800,000,000) غریب لوگوں کی مجموعی دولت سے زیادہ ہے۔ گزشتہ 50 سال کے عرصہ میں صرف امریکہ میں آمدن کا تفاوت اس قدر زیادہ ہو گیا ہے کہ صرف 0.1 فیصد افراد ملک کی 20 فیصد دولت کے مالک ہیں۔ دوسری طرف ان دولت مند صنعتکاروں کی صنعت نے ہمارے کرہ ارضی کو انہتائی خطرناک موسمیاتی تبدیلیوں سے دوچار کر دیا ہے جو آنے والے وقت میں بڑے پیمانے پر بتاہی اور بر بادی کا باعث بن

سکتی ہیں۔ ان حالات میں یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ سرمایہ داری نظام کی مقبولیت کم ہو رہی ہے، بالخصوص نوجوان طبقہ میں۔ میں اپنے سرکردہ کاروباریوں سے اور ارب پتی افراد سے کہتا ہوں کہ منافع حاصل کرنا بہت ضروری ہے، لیکن معاشرہ بھی اتنا ہی اہم ہے۔ اگر ہمارا زیادہ منافع حاصل کرنے کا جنون معاشرے کی حالت کو پہلے سے بدتر بنارہا ہے تو پھر ہم اپنی آئندہ نسلوں کو صرف حرص و ہوس اور لالچ ہی ورشہ میں دے کر جائیں گے۔

وقت آگیا ہے کہ ایک نیا سرمایہ داری نظام پیش کیا جائے جو جائز، سب کے لیے یکساں اور مستحکم ہو اور ہر کسی کے لیے خیر خواہی کا مقصد رکھتا ہو، جس میں تمام کاروباری ادارے معاشرے سے صرف وصول، ہی نہ کریں بلکہ معاشرے کو 'دینے والے' بھی بنیں اور معاشرے پر ثابت اثرات ڈالیں۔

### نیا سرمایہ داری نظام کیسا ہو گا؟

سب سے پہلے تمام بڑے کاروباریوں کو ذمہ داری کے اس تصور کو اپنانا ہو گا جس میں ان کا مقصد صرف اپنا اور اپنے کاروباری حصہ داروں کا نفع ہی مطبع نظر نہ ہو بلکہ اپنے ملازمین، اپنی پیداوار کے صارفین، معاشرے اور بالآخر اپنے کرۂ ارض کی فلاح اور بہتری بھی ان کے پیش نظر ہے۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ تقریباً 200 بڑے کاروباری افراد نے اپنی کمپنیوں کی طرف سے مذکورہ نئے سرمایہ داری نظام پر عمل درآمد کا عہد کیا ہے۔ علاوہ ازیں، حکومت بھی پبلک کمپنیوں کو اس عہد کا پابند بنا سکتی ہے۔ اگر حکومت ایسا نہ بھی کرے یا نہ کر سکے تو بھی کاروباری طبقہ کو اس کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ سیلز فورس میں ہمارا یہ تجربہ ہے کہ 'منافع' اور 'مقصد' ساتھ ساتھ چلیں تو کاروبار معاشرے میں ایک بڑی ثبت تبدیلی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

بہت سے کاروباری سمجھتے ہیں کہ منافع حاصل کرنا پہلے ہے اور کسی کو فائدہ پہنچانا بعد کی بات ہے۔ لیکن ہمارا تجربہ ہے کہ ہم پہلے دن سے ہی اپنے نفع، وقت اور ٹیکنالوژی کا ایک فیصد حصہ فلاحی کاموں پر خرچ کر رہے ہیں اور اس مد میں ہم 300 ملین ڈالر خرچ کر چکے ہیں جو زیادہ تر پبلک سکولوں اور بے گھر افراد پر خرچ کیے گئے۔ میرے نزدیک یہ بھی ہمارے نفع میں حصہ دار ہیں۔ نئے کاروبار شروع کرنے والوں کو بھی میرا مشورہ یہی ہے کہ وہ پہلے دن سے ہی ایک فیصد والے اصول پر عمل شروع کر دیں۔

## عالی درجہ حرارت میں اضافہ

عالی درجہ حرارت میں اضافہ ایک نہایت تشویشناک تبدیلی ہے۔ دنیا میں کوئی بھی قوم موسمیاتی تبدیلیوں کے چینخ سے نمٹنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ایسے میں جب حکومتی سطح پر جب کسی متوقع آفت سے نمٹانے جا سکتا ہو تو سرمایہ داروں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان اقدامات میں حکومت کا باتھ بٹائیں جن سے عالی درجہ حرارت میں اضافے کو روکا جاسکے۔

ہر کمپنی اس کار خیر میں کچھ حصہ ڈال سکتی ہے۔ ہر کوئی اس ضمن میں شروع کیے گئے منصوبوں کی تکمیل میں مالی تعاون کر سکتا ہے۔ صنعتکار، کارخانہ دار اپنی صنعت میں فضائی آلودگی کو کم کرنے کے لیے اقدامات کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے توانائی کے متبادل محفوظ ذرائع کا استعمال بھی شامل ہے۔

یہ بات ریسرچ سے ثابت شدہ ہے کہ جو کمپنیاں مالی منفعت سے بڑھ کر مشن رکھتی ہیں وہ دوسرا کمپنیوں سے تیزتر ترقی کرتی ہیں اور منافع بھی زیادہ ہی کرتی ہیں۔ گویا سرمایہ داری نظام کا ہمارا نیا تصور قبل عمل اور سب کے لیے نفع رسان ہے۔ اچھی کمائی کے ساتھ ساتھ اچھے کام بھی ہمارے مقصد میں شامل رہنے چاہئیں۔

## نیا سرمایہ داری نظام اور ٹیکس کا نظام

نئے سرمایہ داری نظام میں ٹیکس کا نظام بھی پیش نظر رکھنا ہو گا جس سے ہم قوم کے لیے وسائل مہیا کرتے ہیں۔ اس کے لیے ہمیں امیر ترین لوگوں پر ان کی دولت و امارت کے حساب سے زیادہ ٹیکس لگانے ہوں گے۔ جتنی زیادہ آمدن، اتنا زیادہ ٹیکس..... اس طریقے سے ہم اتنے مالی وسائل (کھربوں ڈالر) مہیا کر سکتے ہیں جنہیں تعلیم، صحت اور عالی موسمیاتی تبدیلیوں کے چینخ سے نمٹنے کے لئے صرف کیا جا سکتا ہے۔

سرمایہ داری/ کاروباری کلچر کو بدلنے کی ضروت ہے اور اس کے لیے کسی قانون کی ضرورت نہیں ہوئی چاہیے بلکہ ہر سرمایہ دار، ہر کاروباری خود کو معاشرے کی بہبود میں حصہ داری کا ذمہ دار سمجھے۔ جب یہ کلچر کاروباری طبقہ میں پروان چڑھے گا تو کاروبار زیادہ کامیاب ہو گا، معاشرے میں عدم مساوات کا خاتمہ ہو گا، معاشرے میں زیادہ انصاف ہو گا اور نیتھا کرہ ارضی پر ہر طرف خوش حالی ہی خوش حالی ہو گی۔ ♦

# جنگلات کی اہمیت اور پاکستان

(تحریر: فیضان اللہ خان)

سرز میں پاکستان جغرافیائی لحاظ سے وسیع اور متنوع مناظر کی حامل ہے۔ یہ دنیا کا واحد ملک ہے جس میں سطح سمندر کی بندی سے لے کر 1,251,28 فٹ تک کی ہر بندی کے مقامات موجود ہیں۔ یہ ملک ہے جس میں دنیا کی 100 بلند ترین چوٹیوں میں سے 40 چوٹیاں واقع ہیں۔ یہی وہ ملک ہے جس میں واقع 7,253 گلیشیروں کی تعداد دنیا کے کسی بھی علاقے (قطبین کے علاوہ) سے زیادہ ہے۔ یہاں سرسبز پہاڑ ہیں، خوبصورت جھر نے اور آبشاریں ہیں، پُر فضامیدانی علاقے اور گھاس کے قطعات ہیں۔

## پاکستان کی جغرافیائی ترکیب

جب ہم درختوں سے ڈھکے پہاڑی علاقوں سے لطف اندوڑ ہونے کے بعد نیچے میدانی علاقوں میں آتے ہیں اور جنوب کی طرف مزید آگے بڑھتے ہیں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ہمارے وطن کا ایک بہت بڑا رقبہ بخصر حرام اور چٹانی علاقوں پر مشتمل ہے۔ اس میں تھر، چولستان، تھل اور خاران کے صحراء بھی ہیں اور بلوچستان کی وسیع و عریض سنگلاخ اور چٹانی سطح مرتفع بھی۔ اس کا اندازہ ہم اس طرح لگا سکتے ہیں کہ پاکستان کے کل رقبے کا 56.5 فیصد بختر، جبکہ 3.8 فیصد نیم بختر قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جغرافیائی لحاظ سے بحیثیت مجموعی، پاکستان کا شمار ایک ”نیم بختر“ (Semi-Arid) سرز میں کے طور پر ہوتا ہے۔

پاکستان میں مجموعی طور پر سالانہ اوسط بارش 425 ملی میٹر ہوتی ہے۔ اسی طرح پہاڑی علاقوں اور ان کے نشیب میں ہونے والی بارش اور گلیشیروں کے پکھلنے سے آنے والے پانی کو ذخیرہ کرنے کا بھی کوئی خاطر خواہ انتظام ابھی تک نہیں کیا جاسکا ہے جس کے نتیجے میں برسات کے موسم میں پہاڑوں سے آنے والا بارش کا پانی اکثر سیلا ب کی شکل اختیار کر کے بڑے پیانے پر بتاہی پھیلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا ملک پانی کے ذخائر کی شدید قلت کا شکار ہو رہا ہے اور یہ صورت حال مستقبل قریب میں خطرناک شکل اختیار کر سکتی ہے۔

شمال سے جنوب تک سفر کرتے ہوئے ہمیں اپنے وطن کے مختلف علاقوں میں مختلف انواع کے درخت بھی نظر آتے ہیں..... کہیں کم، کہیں زیادہ۔ درختوں کا منظروں بھی نظر وہ کو بھلا لگتا ہے، لیکن ماہول کے لئے اور ہر قسم کے جانداروں کے لئے، بشمول انسان، ان کے بے شمار فوائد ہیں۔ یہ درخت کہیں اکاڈ کا، کہیں جنڈوں کی صورت میں، کہیں باغات کی شکل میں ہوتے ہیں اور کہیں

ان کی کثرت اتنی زیادہ ہوتی ہے، یعنی وہ اس قدر گھنے ہوتے ہیں کہ ہم خود بخونا نہیں ”جنگل“ کا نام دے دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ درختوں کی انفرادی اہمیت اپنی جگہ، لیکن جنگلات کی صورت میں ان کی اہمیت کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔

## جنگل کیا ہے؟

زمین کے ایک وسیع علاقے کو، جو درختوں سے ڈھکا ہو، جنگل کہتے ہیں۔ دنیا کے مختلف علاقوں میں راجح جنگل کی ٹھیک ٹھیک تعریفوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے، تاہم اقوام متحده کے ادارے فوڈ اینڈ آگری ٹکچر آر گنائزیشن (FAO) کے مطابق جنگل، زمین کے اس خطے کو کہتے ہیں جہاں درختوں کی شاخوں سے بننے والی چھتری نے 10 فیصد سے زائد علاقے کو گھیر کھا ہوا اور جس کا رقبہ تقریباً 11.25 کیکڑ ہو۔ اس وقت دنیا میں 4 کروڑ مربع کلومیٹر رقبہ جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے جو خشکی کے کل رقبے کا تقریباً 30 فیصد ہے۔ اگرچہ ابتداء ہی سے انسان درختوں کی لکڑی کو آگ جلانے اور فرنچ پروگریم بنا نے کے لئے استعمال کرتا رہا ہے اور اس کی بدولت جنگلات میں تھوڑی بہت کمی بھی واقع ہوتی رہی ہے، لیکن یورپ میں 18 ویں صدی میں شروع ہونے والے صنعتی دور کے بعد جنگلات کی اصل شامت آئی۔

## معیشت میں جنگلات کی اہمیت

جنگلات کسی بھی ملک کی معیشت میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ کسی ملک کی معیشت کے مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار ہونے کے لئے اس ملک کے 25 سے 30 فیصد رقبے پر جنگلات کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے مقابلے میں پاکستان میں جنگلات کل رقبے کا 3 فیصد سے بھی کم ہیں۔ پاکستان میں جنگلات کی کمی کا ایک سبب تو یہی ہے کہ یہاں بارش اور پانی کے ذخائر کی کمی ہے۔ دوسرا سبب اس مسئلے کے حل کے لئے درکار مناسب اقدامات کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔ آئیے ہم دیکھتے ہیں کہ جنگلات کے کیا فوائد ہیں جن کی بدولت کسی بھی ملک کے لئے ان کی اتنی زیادہ اہمیت ہے۔

## 1- سانس لینے میں مدد

جنگلات ہماری سانس سے خارج ہونے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرتے ہیں اور آکسیجن خارج کرتے ہیں، جس کی ہمیں سانس لینے کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ جنگلات کی بدولت کرۂ ارض پر انسانوں کے علاوہ بھی جانداروں کی بے شمار انواع جی رہی ہیں اور ان میں سے بے شمار انسانوں کی زندگی کے لئے ناگزیر ہیں۔ اس کے باوجود انسان ہر سال دنیا سے کروڑوں ایکڑ جنگلات کا صفائیا کر دیتے ہیں۔

## 2۔ جنگلات مخصوص درختوں کا مجموعہ نہیں

زمین پر جانداروں کی جتنی بھی انواع بستی ہیں، ان میں سے نصف کے قریب جنگلات میں پائی جاتی ہیں۔ زمین کی بایوڈا یورسٹی کا 80 فیصد جنگلات کامرا ہون منت ہے۔ یہاں بسنے والے جانداروں کی مختلف اقسام مختلف شکلوں میں زمین پر زندگی کی افزائش کے لئے اپنا اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔

## 3۔ ٹھنڈک کا احساس

آبادیوں میں درخت انسانوں اور عمارتوں کو سایہ فراہم کر کے انہیں سورج کی شدت سے بچاتے ہیں اور بر قی پنکھوں اور ائیر کنڈیشنر کی ضرورت کو کم کرتے ہیں۔ اسی طرح جنگلات بڑے بڑے علاقوں اور شہروں کے درجہ حرارت کو کم رکھتے ہیں۔

## 4۔ زمین کو سرد رکھنا

درخت ایک اور طریقے سے زمین کے درجہ حرارت کو کم رکھتے ہیں۔ یہ ہوا میں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کر لیتے ہیں جس کی انہیں ضیائی تالیف کے عمل کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ پودوں کے پتوں، لکڑی اور زمین کے اندر بھی کاربن ڈائی آکسائیڈ برس ہا برس تک محفوظ رہتی ہے۔ لیکن اس دور میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار اس قدر بڑھ گئی ہے کہ درختوں کے لئے سانس لینا بھی مشکل ہو گیا ہے۔

## 5۔ بارشوں میں مدد

بڑے جنگل علاقائی موسمی رجحانات پر اثر انداز ہوتے ہیں اور بارشوں کا سبب بنتے ہیں۔ بعض اوقات اپنی الگ چھوٹی سی آب و ہوا بھی تشکیل دیتے ہیں، مثلاً برازیل میں ایمیزان کا جنگل جونہ صرف اپنے اردو گرد بلکہ شماں امریکہ کے میدانی علاقوں تک میں بارش برسانے میں مدد دیتا ہے۔

## 6۔ سیلابوں سے بچاؤ

درخت سیلاب کے بہاؤ میں رکاوٹ بنتے ہیں اور ان کی جڑیں سیلابی پانی کو جذب کرنے میں انتہائی معاون ہوتی ہیں۔ چنانچہ درختوں کی بدولت سیلاب کا بہاؤ کم ہونے سے مٹی جمی رہتی ہے اور انسانی جانوں اور جانوریں اس کا نقصان نہیں ہوتا۔

## 7- زیریز میں آبی ذخائر کو بھرنا

جنگلات کے درختوں میں بارش کا کافی پانی جذب ہو جاتا ہے جو اس کی جڑوں کے راستے رس رس کر زیریز میں آبی ذخائر میں پہنچ جاتا ہے، جن کا پانی ہماری روزمرہ ضروریات پوری کرنے کے کام آتا ہے۔

## 8- آندھیوں کو روکنا

اگرچہ جنگلات کے نزدیک کاشتکاری کرنے کے کئی فائدے ہیں، مثلاً یہ کہ مختلف جنگلی پرندے، کیڑے مکوڑوں کو کھا جاتے ہیں اور اُلو اور لومڑیاں چوہوں کو کھا جاتی ہیں لیکن ان کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ آندھیوں اور گرد کے طوفانوں کو روک دیتے ہیں۔ جنگلات کی کٹائی کے نتیجے میں زمین کے کٹاؤ اور لینڈ سلاسیڈ کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔

## 9- مٹی کو جما کر رکھنا

ایک جنگل کے نیچے درختوں کی جڑوں کا جو جال پھیلا ہوتا ہے، اس کی بدولت مٹی کی بہت بڑی مقدار ہوا اور پانی کے اثرات سے محفوظ اور اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے۔ چنانچہ پورے علاقے کے ایکوسسٹم کو پھلنے پھونے کے لئے مضبوط بنیاد فراہم ہو جاتی ہے۔ جنگلات کی کٹائی نہ صرف ایکوسسٹم کے لئے تباہ کن ہے، بلکہ اس کی بدولت لینڈ سلاسیڈ زا اور گرد کے طوفانوں کا خطرہ بھی پیدا ہو جاتا ہے جو خود زندگی کے لئے تباہ کن ہوتے ہیں۔

## 10- مٹی کی صفائی

جنگلات مٹی کو اپنی جگہ پر جمانے کے ساتھ ساتھ نباتی معالجہ کے عمل سے اس میں سے بعض زہریلے مادوں کی صفائی بھی کرتے ہیں۔ یا تو یہ انہیں مٹی میں سے نکال لیتے ہیں ورنہ انہیں اتنا کمزور کر دیتے ہیں کہ یہ نقصان دہ نہیں رہتے۔ اس طریقے کو استعمال کرتے ہوئے سڑکوں کے کنارے لگے درختوں کی بدولت سیور تنچ یا سڑکوں پر بہ جانے والے گندے پانی کی صفائی بھی کی جاسکتی ہے۔

## 11- گرد آسودہوا کی صفائی

عام طور پر ہوا کو صاف کرنے کے لئے گھروں میں پودے لگانے پر زور دیا جاتا ہے، لیکن جنگلات اس سے کہیں بڑے پیانے پر ہوا کی صفائی کرتے ہیں۔ یہ صرف ہوا میں موجود کاربن ڈائی آکسائیڈ ہی صاف نہیں کرتے، جیسا کہ سب جانتے ہیں، بلکہ

ہوا میں موجود دیگر زہر میلے مادوں، مثلاً کاربن مونو آکسائیڈ، سلفر ڈائی آکسائیڈ اور نائیٹرو جن ڈائی آکسائیڈ کو بھی قابو کر کے ان کا تیا پانچہ کر دیتے ہیں۔

## 12- خوراک کا حصول

درختوں سے ہمیں کھانے کے لئے پھل، میوے، گریاں، بیج اور جوں وغیرہ تو حاصل ہوتے ہی ہیں، جنگلات کے زمینی حصے سے بھی ہمارے لئے کھانے پینے کا وافر سامان دستیاب ہوتا ہے۔ ان میں خوردنی کھمیاں، بیریز اور بعض جنگلی جانور مثلاً ہرن، خرگوش، جنگلی مرغ اور مجھلیاں وغیرہ شامل ہیں۔

## 13- علاج کے لئے دوائیاں

جنگلات سے ہمیں بے شمار قسم کی قدرتی ادویہ حاصل ہوتی ہیں اور تالیفی ادویہ (Synthetic Medicine) تیار کی جاتی ہیں۔ مثلاً کینسر کا علاج کرنے والے مادوں کے حامل پودوں کی 70 فیصد اقسام بارانی جنگلات (Rain Forests) میں پائی جاتی ہیں۔

## 14- مختلف اشیاء کی تیاری

تصور کریں کہ اگر ہمیں درختوں کی لکڑی اور بیروزہ دستیاب نہ ہوتا تو ہماری زندگی کیسی ہوتی؟ ان کی مدد سے ہم کاغذ سے لے کر فرنچیز اور گھروں کی کھڑکیاں اور دروازے تک بناتے ہیں۔ یہ سب جنگلات کا مرہون منت ہے۔ لیکن یہی چیز جنگلات کے خاتمے کا سبب بنتی ہے اگر جنگلات سے ضرورت سے زیادہ یا غیر قانونی طور پر لکڑی کاٹی جائے اور درختوں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے نئے درخت نہ لگائے جائیں۔

## 15- روزگار کا حصول

اقوام متحده کے مطابق دنیا میں ایک ارب ساٹھ کروڑ انسانوں کا روزگار کسی نہ کسی شکل میں جنگلات سے وابستہ ہے۔ ان میں سے ایک کروڑ کا تعلق براہ راست جنگلات کا انتظام کرنے والے اور ان کی حفاظت کرنے والے اداروں سے ہے۔ عالمی جی ڈی پی کا ایک فیصد جنگلات کی لکڑی اور دیگر حاصلات پر محصر ہے جبکہ بعض ترقی پذیر ممالک کی آبادی کا 80 فیصد جنگلات کی پیداوار (لکڑی کے علاوہ) پر انحصار کرتا ہے۔

(بشکریہ: ماہنامہ کوثر، لاہور)

جس میں 190 طلباء و طالبات نے شرکت کی۔ دوسرے مرحلے کے لئے 108 طلباء و طالبات منتخب ہوئے۔ تیسرا مرحلے میں 56 طلباء و طالبات پہنچے۔ چوتھے مرحلے میں 23 طلباء و طالبات منتخب ہوئے جن میں سے 12 طلباء و طالبات فائنل کے لئے منتخب ہوئے جن کی تین ٹیمیں تشکیل دی گئیں۔

فائنل پروگرام کا انعقاد 17 دسمبر کو آڈیٹ یوریم میں کیا گیا۔ اس

مقابلے کے مہمان خصوصی سینئر و اس چیئرمین انجینئر عزیز غنی تھے۔ اس پروگرام میں بوانہ ہائی سکول کے پرنسپل چودھری الیاس، پرنسپل گرلنڈ ہائی سکول محترمہ قیصرہ سلطانہ، پرنسپل سپیشل چلڈرن سکول مس شاتستہ اور محترمہ زیتون نے شرکت کی۔ اس کے ساتھ پروگرام میں شامل بچوں کے والدین نے بھی اس پروگرام میں شرکت کی۔

اس مقابلے میں ٹیم (A) نے اول پوزیشن حاصل کی۔ ٹیم (B) نے دوئم اور ٹیم (C) نے تھرڈ پوزیشن حاصل کی۔ مقابلے میں بجز کے فرائض مس جنت، مس نازیہ خاتون اور مس عالیہ (ریسرچ سکالر CERSD) نے سرانجام دیئے۔ پروگرام کے اختتام پر سینئر و اس چیئرمین انجینئر عزیز غنی نے بچوں کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی بھی حوصلہ افزائی کی اور پروگرام میں شامل ہونے والے تمام طلباء و طالبات کے لئے کیش پرانزو دیئے۔

18 دسمبر بروز بدھ جماعت چہارم کی ٹیچرز مس فاطمہ، مس عنبر، مس عطیہ کامران، مس عنبرین اور مس ملکہ فرح کی زیر نگرانی مقابلہ نعت خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ یہ نعتیہ مقابلہ 8 نومبر سے جماعت چہارم کے طلباء و طالبات کے درمیان کروایا گیا۔ یہ مقابلہ چار مراحل پر مشتمل



## سلطانہ فاؤنڈیشن پرائزی سکول

### The Students' Week

17th to 19th December, 2019

موجودہ دور میں نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ ہم نصابی سرگرمیاں اپنی نوعیت اور خاصیت کے اعتبار سے اپنے اندر ہمہ گیر معمنی رکھتی ہیں۔ ان تمام خصوصیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے سلطانہ فاؤنڈیشن پرائزی سکول میں جماعت دوئم، جماعت سوم اور جماعت چہارم کے درمیان مختلف نوعیت کے مقابلے منعقد کروائے گئے۔ 17 دسمبر 2019 بروز منگل جماعت سوم کے طلباء و طالبات کے درمیان Zia Qureshi Competition کروایا گیا جو جماعت سوم کی ٹیچرز مس شبانہ کوثر، مس شمسہ، مس شاتستہ نوید، مس سعیدہ اسلم اور مس شازیہ اکرم کی زیر نگرانی منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں فائنل مقابلے تک پہنچنے کے لئے طلباء و طالبات کو چار مراحل سے گزرنا پڑا۔ پہلے مرحلے میں جماعت سوم کے تمام طلباء و طالبات نے حصہ لیا۔ پہلا مرحلہ 4 نومبر 2019 کو کروایا گیا

19 دسمبر بروز جمعرات جماعتِ دوئم کے طلباء و طالبات کے درمیان Spelling Contest کروایا گیا۔ اس پروگرام کے مہمان خصوصی سینٹر والیں چیئرمین اکیڈمیکس انجینئر عزیز غنی تھے۔ پرنسپل بوائز ہائی سکول چودھری الیاس، پرنسپل گرلنگ ہائی سکول محترمہ قیصرہ سلطانہ، پرنسپل سپیشل چلڈرن سکول محترمہ شاہستہ نے شرکت کی۔ اس مقابلے میں شامل بچوں کے والدین نے بھی شرکت کی۔

یہ پروگرام جماعتِ دوئم کی ٹیچرز مس فوزیہ، مس رمثا، مس مدیحہ، مس مریم اور مس صباء علی کی زیر نگرانی منعقد ہوا۔ اس پروگرام کے چار مراحل تھے۔ اس مقابلے کا مقصد بچوں میں Spellings میں بہتری لانا ہے اور ہنی مشق کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔ اس مقابلے کے بھر میں ریسرچ سکالر (CERSD) محترم پرویز، لاہوری انجمن حجر میں ریسرچ سکول نازیہ خاتون نے اور پرائمری سکول مس سحرش اور مس شبانہ کو تھیں۔

آخر میں پروگرام کا فائنل رزلٹ بتایا گیا۔ ٹیم Red نے فرست پوزیشن حاصل کی۔ جبکہ ٹیم گرین سینکڑ پوزیشن اور ٹیم بلیو ٹھرڈ پوزیشن اور ٹیم یلو فورٹھ پوزیشن پر رہی۔ پروگرام کے اختتام پر سینٹر والیں چیئرمین انجینئر عزیز غنی نے تمام اساتذہ اور بچوں کی حوصلہ افزائی کی اور پروگرام میں شامل بچوں کو کیش پرائز دیئے۔

اس کے بعد پرنسپل پرائمری سکول غزالہ سرور نے تمام مہماں گرامی کا شکریہ ادا کیا اور تمام بچوں اور اساتذہ کی حوصلہ افزائی کی۔ اس کے ساتھ ہی Students' Week اپنے اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ: ملکہ فرح، پرائمری سکول، سلطانہ فاؤنڈیشن)

تھا۔ پہلے مرحلے میں جماعت چہارم کے پانچوں سینکڑ میں سے 33 طلباء و طالبات شامل تھے جن میں سے 23 طلباء و طالبات دوسرے مرحلے کے لئے منتخب ہوئے۔ 12 نومبر 2019ء کو ان 23 بچوں کا دوسرا مرحلہ کروایا گیا جن میں سے 16 طلباء و طالبات تیسرے مرحلے میں پہنچ گئے۔

تیسرا مرحلہ 20 نومبر 2019 کو کروایا گیا جس میں سے دس بچے فائنل راؤنڈ کے لئے منتخب ہوئے۔ فائنل راؤنڈ میں فرست پوزیشن جماعت چہارم گرین کے طالب علم صیام ادریس نے حاصل کی۔ سینکڑ پوزیشن جماعت چہارم بلیو کی طالبہ عریشہ خلیل نے حاصل کی جبکہ ٹھرڈ پوزیشن جماعت چہارم پنک کی طالبہ زارا دلاور نے حاصل کی۔ نعمتیہ پروگرام میں بھر کے فرائض ریسرچ آفیسر جناب قیصر ریاض نے اور کوارڈینیٹر پرائمری سکول نازیہ خاتون نے انجام دیئے۔

اس پروگرام کے مہمان خصوصی چیئرمین سلطانہ فاؤنڈیشن ڈاکٹر نعیم غنی اور والیں چیئرمین اکیڈمیکس انجینئر عزیز غنی تھے۔ پرنسپل بوائز ہائی سکول چودھری الیاس، پرنسپل گرلنگ ہائی سکول محترمہ قیصرہ سلطانہ اور پرنسپل سپیشل چلڈرن سکول محترمہ شاہستہ اور محترمہ زیتون نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ اس مقابلے میں حصہ لینے والے بچوں کے والدین نے بھی شرکت کی۔

پروگرام کے اختتام پر چیئرمین سلطانہ فاؤنڈیشن ڈاکٹر نعیم غنی نے تمام اساتذہ اور بچوں کی حوصلہ افزائی کی اور پروگرام میں حصہ لینے والے بچوں کو کیش پرائز سے نوازا۔

## سلطانہ فاؤنڈیشن میڈیکل ڈیپارٹمنٹ

**کارکردگی..... ماہ دسمبر 2019ء**

رضا کارڈاکٹروں میں پروفیسر ڈاکٹر منور احمد (ریڈیالوجی) نے 30 اور پروفیسر ڈاکٹر خالد محمود (ای این ٹی) نے 42 مریضوں کے ایکسرے چیک کئے۔ ڈاکٹر (کرنل) عبدالجبار (ای این ٹی) نے 09 مریض چیک کئے۔ دونوں مستقل ڈاکٹروں (ڈاکٹر اقبال نیازی اور ڈاکٹر اسماء قناطیر) کو بھی الٹرا ساؤنڈ میں مشکل چیزوں کی تربیت دی۔ تمام پیچیدہ امراض کے مریض ان پروفیسروں کو ریفر کئے جاتے ہیں۔ ان مریضوں میں وہ مریض بھی شامل ہوتے ہیں جن کے جوڑوں میں ٹیکے لگائے جاتے ہیں اور وہ بھی جن کی Minor Surgery کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر محمد بختیار کیانی (آئی سپیشلٹ) نے 166، ڈاکٹر نسرين عزیز (گانی) نے 152 اور ڈاکٹر ندیم نعیم غنی (کارڈیالوجی) نے 78 مریضوں کا چیک اپ کیا۔ اس کے علاوہ میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کے مستقل ڈاکٹر صاحبان میں ڈاکٹر اقبال خان نیازی (میڈیکل آفیسر انچارج) نے 1290 مریض چیک کئے، 8 مختلف مریضوں کے جوڑوں میں ٹیکے لگائے۔ ڈاکٹر اسماء قناطیر (میڈیکل آفیسر) نے 1719 مریض چیک کئے اور 13 الٹرا ساؤنڈ کئے۔ مختلف مریضوں کے 28 ایکسرے کئے گئے اور مختلف 287 لیبارٹری ٹیسٹ بھی ہوئے۔ یاد رہے کہ میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں تمام طبی خدمات، مریضوں کا چیک اپ بیماریوں کی تشخیص اور ادویات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

(رپورٹ: نصرت تاج) ♦

## شعبہ فرسٹ ایڈیٹرینگ پروگرام

10 دسمبر 2019 کو شعبہ فرسٹ ایڈیٹ میں RRMSC کے 4 ٹیچرز کو ایک روزہ بنیادی فرسٹ ایڈیٹ بمعہ سی پی آر کورس کی تربیت دی گئی۔

10 سے 16 دسمبر 2019 تک شعبہ فرسٹ ایڈیٹ میں پنس سلطانہ ڈگری کالج فارویکن کی 50 طالبات اور ایک ٹیکچر کو سات روزہ بنیادی فرسٹ ایڈیٹ بمعہ سی پی آر کورس کی تربیت دی گئی۔

10 سے 16 دسمبر 2019 تک شعبہ فرسٹ ایڈیٹ میں پنس سلطانہ ڈگری کالج فارویکن کی 35 طالبات اور 2 ٹیکچر ز کو بنیادی فرسٹ ایڈیٹ بمعہ سی پی آر کورس کی تربیت دی گئی۔

17 سے 23 دسمبر 2019 تک شعبہ فرسٹ ایڈیٹ میں پنس سلطانہ ڈگری کالج فارویکن کی 34 طالبات اور ایک ٹیکچر کو بنیادی فرسٹ ایڈیٹ بمعہ سی پی آر کورس کی تربیت دی گئی۔

17 سے 23 دسمبر 2019 تک شعبہ فرسٹ ایڈیٹ میں پنس سلطانہ ڈگری کالج فارویکن کی 6 طالبات اور ایک ٹیکچر کو بنیادی فرسٹ ایڈیٹ بمعہ سی پی آر کورس کی تربیت دی گئی۔

2 دسمبر 2019 کو شعبہ فرسٹ ایڈیٹ کی جانب سے پرانی سکول سیکشن میں 101 طلباء طالبات کو بنیادی فرسٹ ایڈیٹ، صحت و صفائی اور ماحولیاتی آلووگی سے متعلق آگاہی دی گئی۔

2, 13, 16 دسمبر کو بایومیڈیکل کے 29 طلباء کو اناثومی سے معلق ٹیکچر دریئے گئے۔

# مرکز تعلیمی تحقیق و معاشرتی نشوونما

**Stem Education**

کمپنی کا سلطانہ فاؤنڈیشن میں تعارفی پروگرام **LearnOBots**

عالیہ یاسین - ریسرچ آفیسر، CERSD

سلطانہ فاؤنڈیشن کے ادارے مرکز تعلیمی تحقیق و معاشرتی نشوونما (CERSD) میں 12 نومبر 2019 کو کی ٹیم LearnOBots نے سلطانہ فاؤنڈیشن کا دورہ کیا۔ اس سیشن کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کی سعادت ریسرچ آفیسر قیصر یاض نے حاصل کی۔ اس سیشن میں سلطانہ فاؤنڈیشن کے بوائز ہائی سکول، گرائز ہائی سکول، پرائمری سکول اور پیش چلڈرن سکول کے پرنسپلز اور اساتذہ کے علاوہ سینئر و اس چیز میں انجینئر عزیز غنی بھی شامل تھے۔ LearnOBots ایک ایجو ٹکنالوجی کمپنی ہے جس کا مقصد مستقبل کے، معمار پیدا کرنا ہے۔ یہ پرائمری اور سکینڈری سطح پر بچوں کو سائنس، ٹکنالوجی، آرٹ اور یاضی کی تعلیم کمپیوٹر کے ذریعے فراہم کرتے ہیں اور اس کے علاوہ بچوں کو کتابی علوم کے ساتھ ساتھ عملی طور پر کام کرنا بھی سکھاتے ہیں تاکہ وہ دور جدید کے تقاضوں کے مطابق up-to-date تعلیم حاصل کر سکیں۔ ریسورس پر سن سارہ طارق نے اپنے پروگرام کا تعارف پیش کیا کہ اب تک وہ 4000 سائنس فسٹیوں کا انعقاد کر چکے ہیں اور 52 سکولز ان کی Organization کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مختلف سکولوں میں ہم بچوں کی ذہنی سطح اور کمپیوٹر سے متعلق معلومات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی ذہنی سطح سے مطابقت رکھنے والا پروگرام متعارف کرواتے ہیں۔ ان پروگرام کی مدد سے طلباء اور طالبات جدید ٹکنالوجی کی مدد سے بہتر تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو زیادہ موثر انداز سے بطور کار لاسکتے ہیں۔ انہوں نے Buddy کے نام سے ایک ربوٹ متعارف کروایا جو بچے کے ساتھ class-1 سے class-8 تک رہے گا اور بچہ اس کی مدد سے پروگرام اور کمپیوٹر سے متعلق دیگر کئی کام سیکھے گا۔ اس سے اس کی ذہنی نشوونما اور سوچنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔

پروگرام کے اختتام پر چوتھی جماعت کے طلباء اور طالبات کو LearnOBots کی ٹیم کی جانب سے Demonstration بھی دی گئی۔ Demonstration میں چہارم کلاس کے طلباء اور طالبات نے شرکت کی اور پروگرام کو چلانا سیکھا۔ اس میں سب سے پہلے بچوں کو ایک وڈیو کے ذریعے تمام پروگرام کو چلانا بتایا گیا کہ کیسے رو بوٹ کو کیبل کے ذریعے کمپیوٹر کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے۔ بچوں نے پہلے Buddy (رو بوٹ) کو کیبل کے ذریعے کمپیوٹر کے ساتھ منسلک کیا اور پھر پروگرام کو چلایا۔ بچوں نے software میں دن اور تاریخ کا اندر راج کیا جن بچوں نے درست اندر راج کیا ان کے رو بوٹ نے کام کرنا شروع کر دیا کیا جس سے طلباء اور طالبات بہت لطف انداز ہوئے۔ آخر میں ڈائریکٹر سر سد غزالہ سرور نے LearnOBots کی ٹیم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ایسے پروگرام کا انعقاد تعلیمی نظام کو بہتر کرنے میں نہایت مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ ♦

# عطیات

سلطانہ فاؤنڈیشن اپنے کارروائی میں مزید مخیر خواتین و حضرات کی شمولیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ فاؤنڈیشن جس انسانی اور فلاحی مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف ہے اس میں آپ لوگوں کی شمولیت ادارے کے لئے باعث تقویت ہے۔

ماہ دسمبر 2019ء میں موصول ہونے والے ان عطیات کے لئے ادارہ اپنے کرم فرماؤں کا شکرگزار ہے

## حقیقت

نیکی کیا ہے؟ اس کی مختلف تعریفیں کی جاتی ہیں جو برق ہو سکتی ہیں لیکن غالباً سب سے بڑی نیکی کسی کی زندگی میں یا اپنے ماحول میں کوئی بہتری پیدا کرنا ہے۔

افراد کا مقام ان کے کردار کی پختگی پر ہوتا ہے اور قوموں کا مقام ان کی کارکردگی پر ہوتا ہے۔

پیدائشی مجبوریوں اور کائناتی نظام و انتشار کے علاوہ انسانی زندگی کسی طرح ہمارے اپنے اعمال اور بے اعمالیوں کے مجموع سے تشکیل پاتی رہتی ہے۔ اس لئے کسی ناپسندیدہ حالت میں سب سے پہلے اس کے اسباب ہمیں اپنے اندر ڈھونڈنے چاہیں۔

انسانی آزمائش یا تکلیف بھی ہمارے ارتقاء کا حصہ ہوتا ہے اور اپنے آپ کو مضبوط بنانے کا موقع ہوتا ہے۔

(ڈاکٹر نعیم غنی) ♦

## نقاط عطیات

محترمہ پروفیسر غزالہ خالد، PSDCW سلطانہ فاؤنڈیشن 18,000 روپے

محترمی ایجنسی کیشن ٹرست، راولپنڈی کینٹ 106,000 روپے

محترم آمن فہد عزیز، اسلام آباد 30,000 روپے

محترمہ مسز خجستہ یعقوب، معرفت اے ولی ایم عظیم خان، اسلام آباد 200,000 روپے

محترمہ مسز خجستہ یعقوب، معرفت اے ولی ایم عظیم خان، اسلام آباد 5,000 روپے

## میٹریل عطیات

محترم شیخ محمد امین، اسلام آباد (45)+(33) Aramco World

Magazines and (25) Dimension Magazine

Soneri Bank Ltd 01021560756 (Br. Code 0175)

HBL 1416-00096519-01

NBP 2067001300007095

(1) بنا مسلمانہ فاؤنڈیشن

(2) بنا مسلمانہ فاؤنڈیشن

(3) بنا مسلمانہ فاؤنڈیشن

اکاؤنٹ نمبرز

برائے عطیات